بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

جلد 70

شمارہ 6

ایڈیٹر: منصور احمد

نائب: تنویر احمد ناصر ایم اے

شرح چندہ: سالانہ 700 روپے
بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک: 50 پاؤنڈیا 80 ڈالرامریکن یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

28 /جمادی الثانی 1442 ہجری قمری • 11 /تبلیغ 1400 ہجری شمسی • 11 /فروری 2021ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ
وَلَمۡ یُفَرِّقُوۡا بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡہُمۡ
اُولٰٓئِکَ سَوۡفَ یُؤۡتِیۡہِمۡ اُجُوۡرَہُمۡ

(النساء:153)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور ان کے اندر کسی کے درمیان تفریق نہ کی یہی وہ لوگ ہیں جنہیں وہ ضرور ان کے اجر عطا کرے گا۔

اخبار احمدیہ

الحمدللہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 5 /فروری 2021 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک پیاری دعا

(1120) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رات کو تہجد پڑھنے کیلئے اٹھتے تو یہ دعا کرتے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسۡلَمۡتُ وَبِكَ آمَنۡتُ وَعَلَيۡكَ تَوَكَّلۡتُ وَاِلَيۡكَ اَنَبۡتُ وَبِكَ خَاصَمۡتُ وَاِلَيۡكَ حَاكَمۡتُ فَاغۡفِرۡلِیۡ مَا قَدَّمۡتُ وَمَا اَخَّرۡتُ وَمَا اَسۡرَرۡتُ وَمَا اَعۡلَنۡتُ اَنۡتَ الۡمُقَدِّمُ وَاَنۡتَ الۡمُؤَخِّرُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنۡتَ اَوۡ لَاۤ اِلٰهَ غَیۡرُكَ

اَے اللہ مَیں نے تیرے حضور اپنی گردن ڈال دی ہے اور تجھ پر ایمان لایا ہوں اور تجھی پر مَیں نے بھروسہ کیا ہے اور تیری ہی طرف مَیں جھکا ہوں اور تیری ہی خاطر مَیں نے یہ جھگڑا اُٹھایا ہے اور تیرے ہی حضور فیصلہ چاہا ہے۔ میری مغفرت فرما، اس تقدیم وتاخیر میں جو مَیں نے کی ہے اور اس میں بھی جسے مَیں نے پوشیدہ رکھا اور جس کا مَیں نے اظہار کیا۔ تو ہی مقدم کرنے والا اور تو ہی مؤخر کرنے والا ہے۔ کوئی معبود نہیں مگر تو ہی یا (فرماتے) تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔

(صحیح بخاری، جلد2، کتاب التہجد، صفحہ 510)

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)
خطبہ جمعہ فرمودہ 22 /جنوری 2021ء (مکمل متن)
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (از نبیوں کا سردار)
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرت المہدی)
خطاب حضور انور مجلس خدام الاحمدیہ یوکے 2008
اختتامی خطاب حضور انور جلسہ سالانہ ہالینڈ 2008
خصوصی پیغام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
خطبہ بطرز سوال وجواب
ملکی رپورٹ واعلانات
وصایا وذکر خیر
خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور

خدا سے صُلح کرو، سچی پرہیز گاری سے کام لو
آسمان اپنے غیر معمولی حوادث سے ڈرا رہا ہے، زمین بیماریوں سے انذار کر رہی ہے، مبارک وہ جو سمجھے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

دعا کی برکات

اگر دعا نہ ہوتی تو کوئی انسان خداشناسی کے بارے میں حق الیقین تک نہ پہنچ سکتا۔ دعا سے الہام ملتا ہے۔ دعا سے ہم خدا تعالیٰ سے کلام کرتے ہیں۔ جب انسان اخلاص اور توحید اور محبت اور صدق اور صفا کے قدم سے دُعا کرتا کرتا فنا کی حالت تک پہنچ جاتا ہے تب وہ زندہ خدا اس پر ظاہر ہوتا ہے جو لوگوں سے پوشیدہ ہے۔

مبارک وہ جو سمجھے

خدا سے صُلح کرو۔ سچی پرہیز گاری سے کام لو۔ آسمان اپنے غیر معمولی حوادث سے ڈرا رہا ہے۔ زمین بیماریوں سے انذار کر رہی ہے۔ مبارک وہ جو سمجھے۔

بلند ہمتی اور شجاعت

ہمت نہیں ہارنی چاہیے۔ ہمت اخلاق فاضلہ میں سے ہے اور مومن بڑا بلند ہمت ہوتا ہے ہر وقت خدا تعالیٰ کے دین کی نصرت اور تائید کیلئے تیار رہنا چاہیے اور کبھی بزدلی ظاہر نہ کرے۔ بزدلی منافق کا نشان ہے۔ مومن دلیر اور شجاع ہوتا ہے، مگر شجاعت سے یہ مراد نہیں ہے کہ اس میں موقع شناسی نہ ہو۔ موقع شناسی کے بغیر جو فعل کیا جاتا ہے وہ تہوّر رہوتا ہے۔ مومن میں شتاب کاری نہیں ہوتی بلکہ وہ نہایت ہوشیاری اور تحمل کے ساتھ نصرت دین کیلئے تیار رہتا ہے اور بزدل نہیں ہوتا۔ انسان سے کبھی ایسا کام ہو جاتا ہے کہ خدائے تعالیٰ کو ناراض کر دیتا ہے...... مثلاً کسی سائل کو اگر دھکا دیا تو وہ سختی کا موجب ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے والا فعل ہوتا ہے اور اسے توفیق نہیں ملے گی کہ وہ اسے کچھ دے سکے لیکن اگر نرمی یا اخلاق سے پیش آوے گا، اور خواہ اسے پیالہ پانی ہی کا دے دے تو وہ ازالہ قبض کا موجب ہو جاوے گا۔

(ملفوظات، جلد اول، صفحہ 265، 268، مطبوعہ قادیان 2018)

معبودان باطلہ محدود زمانہ سے چلے ہیں اور خدا کے قوانین پہلے سے چل رہے ہیں
پس وہ کام جو ایک مقررہ قانون کے ماتحت ہمیشہ سے ہوتے چلے آئے ہیں معبودان باطلہ کی طرف منسوب نہیں ہوسکتے

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ یونس کی آیت 35 قُلِ اللّٰہُ یَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ یُعِیۡدُہٗ فَاَنّٰی تُؤۡفَکُوۡنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

’’اس آیت میں شرک کی تردید میں ایک بہت بڑی دلیل پیش کی گئی ہے جسے عام طور پر لوگوں نے سمجھا نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خلق کا ثبوت اعادہ ہوتا ہے یعنی مخلوق کا دہرانا۔ ورنہ ہر شخص دعویٰ کرسکتا ہے کہ میں خالق ہوں۔ آج اگر کوئی شخص اٹھے اور کہے کہ میں نے دنیا پیدا کی ہے تو اس کا ردّ اس طرح ہوسکتا ہے کہ اس کو کہا جائے کہ پھر پیدا کر کے دکھاؤ۔ غرض اعادہ ہی عمل پر قدرت رکھنے کا ثبوت ہوتا ہے۔ پس فرماتا ہے کہ ہم صرف خلق کو پیش نہیں کرتے کہ کوئی کہہ دے کہ حضرت عیسیٰؑ نے یا اور کسی وجود نے بھی پیدا کیا ہے بلکہ ہم اعادہ کو پیش کرتے ہیں۔ اعادہ میں دو باتیں ہوتی ہیں اوّل اس سے فوری طور پر امتحان ہوتا ہے۔ دوم اعادہ ازلی قانون کو بھی بتاتا ہے۔ مثلاً غلہ سے غلہ پیدا ہوتا چلا آرہا ہے۔ آج اگر زید خدا بن بیٹھے اور خالق ہونے کا دعویٰ کرے تو اسے کہا جائے گا کہ غلہ تو اوّل سے پیدا ہو رہا ہے اور تم اب پیدا ہوئے ہو۔ غرض معبودانِ باطلہ محدود زمانہ سے چلے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے قوانین پہلے سے چل رہے ہیں۔ اس لئے سوال ہوسکتا ہے کہ وہ کام جو ایک مقررہ قانون کے ماتحت ہمیشہ سے ہوتے چلے آئے ہیں تمہاری طرف کس طرح منسوب ہوسکتے ہیں۔ پس فرمایا کہ یہ خلق اور اعادہ کا سلسلہ کس نے بنایا ہے۔ اگر کہو کہ اللہ تعالیٰ نے تو بتاؤ کہ جب خدا تعالیٰ نے ازل سے پیدائش کے بعض قانون مقرر فرما چھوڑے تھے اور ان کے ماتحت پیدائش عالم ہو رہی ہے تو تمہارے معبودانِ باطلہ کا دخل اس میں کہاں سے ثابت ہوا اور اس کی ضرورت کیا تھی؟

اس آیت میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ جس بادشاہ نے ایک بظاہر غیر متناہی سلسلہ مخلوق کا پیدا کیا ہے وہ اس کی ہدایت دوسروں پر کس طرح چھوڑ سکتا تھا۔ یا ایک زمانہ کے لوگوں کو ہدایت دے کر بعد کی نسلوں کو کس طرح محروم رکھ سکتا تھا۔ اگر پیدا کرنے والا اور ہوتا اور سلسلہ پیدائش کا جاری رکھنے والا اور تب تو کہہ سکتے تھے کہ پیدا کرنے والے نے ابتداء آفرینش میں ہدایت دے دی اور سلسلۂ تناسل کے جاری رکھنے والے نے پرواہ نہ کی۔ مگر جب پیدا کرنے والا اور سلسلہ پیدائش کو جاری رکھنے والا ایک ہی رب ہے تو بعد میں آنے والی نسلوں کو وہ ہدایت سے کس طرح محروم کرسکتا تھا۔‘‘

(تفسیر کبیر، جلد سوم، صفحہ 72، مطبوعہ قادیان 2010)

......☆......☆......☆......

جمیل احمد ناصر، پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِی العَالَمِ ✡ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَۃُ الصُّلَحَاءِ

چاند تین رات تک ہلال کہلاتا ہے نہ کہ قمر
اگراسکے برخلاف کوئی ثابت کردے تواسکے لئے ایک ہزار روپے کا انعام

گزشتہ شمارہ میں ہم نے سیّدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسوف وخسوف کی پیشگوئی کا ذکر کیا تھا جو آپؐ نے چودھویں صدی میں آنے والے امام مہدی اور مسیح موعود کی صداقت کے لئے فرمائی تھی۔ یہ پیشگوئی سنیوں کی کتاب دارقطنی میں ایک ہزار برس سے چلی آرہی ہے اور اسی طرح شیعوں کی کتاب اکمال الدین میں بھی اتنی ہی مدت سے محفوظ ہے۔ گویا اس عظیم الشان پیشگوئی کی محافظت ہزار سال سے دو بڑی قومیں کرتی چلی آرہی ہیں۔ نہ صرف اسی قدر بلکہ اس پیشگوئی کی قرآن کریم سے بھی تصدیق ہوتی ہے اور دیگر کتب میں بھی اس کا ذکر ملتا ہے۔ حنفیوں کے بعض اکابر نے بھی یہ پیشگوئی لکھی ہے۔ اس لحاظ سے یہ پیشگوئی مسلمانوں میں شائع وذائع تھی اور مسلمان اس پیشگوئی کے رات دن منتظر تھے بالخصوص علماء اور صلحاء عشاق کی طرح اس کے انتظار میں تھے اور عید کے چاند کی طرح ٹکٹکی لگائے بیٹھے تھے۔ اہل مکہ میں بھی اس نشان کے دیکھنے کا ایک جوش اور شوق اور انتظار تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

”اہل مکہ میں ایک جوش پیدا ہوا ہے......اور مَیں نے ایک خط میں پڑھا ہے کہ وہ خسوف اور کسوف کے سخت انتظار کر رہے ہیں اور اس کی ایسی انتظار کر رہے ہیں جیسا کہ ہلال عید کی انتظار ہوتی ہے اور مکہ میں کوئی ایسا گھر باقی نہیں رہا جس گھر کے باشندے سوتے جاگتے یہی ذکر نہ کرتے ہوں سو یہ اس خدا کی طرف سے تحریک ہے جس نے ان نوروں کا پھیلنا ارادہ فرمایا ہے اور مَیں دیکھتا ہوں کہ اہلِ مکہ خدائے قادر کے گروہ میں فوج درفوج داخل ہو جائیں گے اور یہ آسمان کے خدا کی طرف سے ہے اور زمینی لوگوں کی آنکھوں میں عجیب۔“ (نُور الحق حصہ دوم رُخ جلد 8 صفحہ 197) لیکن جب یہ نشان ٹھیک اپنے وقت پر ظاہر ہوا تو برّصغیر ہندو پاک کے علماء نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کی وجہ سے اس کا انکار کر دیا جبکہ انہی کا زیادہ حق تھا کہ یہ ایمان لاتے کیونکہ نشان کے ظاہر ہونے سے پہلے یہ نشان کا مطالبہ کر رہے تھے۔ کاش وہ سمجھتے کہ یہ مسیح موعود کی مخالفت نہیں بلکہ سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ہے۔ اُس وقت کا ایک دلچسپ واقعہ جب یہ نشان ظاہر ہوا تھا ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا ابراہیم صاحب بقاپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ”دو شخص جو باپ بیٹے تھے مولوی عبدالجبار☆ کے پاس آکر کہنے لگے کہ وہ حدیث جس میں کسوف وخسوف کا ذکر امام مہدی کے ظہور کے لئے آیا ہے صحیح ہے؟ مولوی صاحب نے کہا کہ حدیث تو صحیح ہے مگر مرزا صاحب کے پھندے میں نہ پھنس جانا کیونکہ وہ اس کو اپنے دعوے کی تصدیق میں پیش کرتے ہیں اور یہ حدیث امام مہدی کی پیدائش کے متعلق ہے نہ کہ دعوے کی دلیل کے لئے ہے۔ باپ نے کہا مولوی صاحب! جو بات میں نے آپ سے پوچھی اس کا جواب آپ نے دے دیا ہے۔ باقی رہا یہ کہ وہ کس پر چسپاں ہوتی ہے تو اس کے متعلق عرض ہے کہ میری ساری عمر مقدمہ جات میں گزری ہے مگر مجھے سرکار نے کبھی گواہ لانے کے لئے نہیں کہا تھا جب تک کہ میں پہلے دعویٰ نہ کرتا۔ یہی حال مرزا صاحب کا ہے کہ ان کا دعویٰ تو پہلے سے ہی ہے اور اب یہ کسوف وخسوف ان کے دعوے کی دلیل کے طور پر ہیں۔ اس پر مولوی صاحب خاموش ہو گئے اور دونوں باپ بیٹا اپنے گاؤں چلے گئے۔ (خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ 20 مارچ 2015)

جب یہ پیشگوئی پوری ہو گئی تو طرح طرح کے اعتراضات پیدا کر کے اس عظیم الشان حدیث کو شکوک وشبہات کے دائرہ میں لانے کی کوشش کی گئی۔ اس حدیث پر کیا کیا اعتراضات ہوئے ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔

(1) حدیث وضعی ہے۔ یعنی یہ رسول اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہیں ہے بلکہ بنائی ہوئی ہے۔ (2) حدیث میں ہے کہ خاص قسم کا کسوف وخسوف ہوگا لیکن جو کسوف وخسوف ہوا ہے وہ تو معلوم ومعروف قسم کا کسوف وخسوف ہے۔ (3) محدثین نے دارقطنی کی اس حدیث کے بعض راویوں پر جرح کیا ہے اس لئے یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ (4) کسوف وخسوف کے بعد مدعی کو ظاہر ہونا چاہئے نہ کہ پہلے۔ (5) کسوف وخسوف کا نشان قیامت کو ظاہر ہوگا نہ کہ اب۔ (6) چاند کو گرہن 13 رمضان کو لگا جبکہ حدیث کے مطابق پہلی رمضان کو گرہن لگنا چاہئے تھا۔ (7) سورج کو گرہن 28 رمضان کو لگا جبکہ مہینہ کے درمیان میں لگنا چاہئے تھے۔ (8) ایک اعتراض یہ کیا گیا کہ کیا یہ ممکن نہیں کہ کسوف خسوف تو اب رمضان میں ہو گیا ہو مگر مہدی بعد میں پیدا ہو۔

اس جگہ ہم اعتراض نمبر 6 کا جواب تحریر کریں گے جس کے متعلق سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک ہزار روپے کا انعامی چیلنج دیا ہے۔ یعنی اس اعتراض کا جواب کہ چاند کو پہلی رمضان کو گرہن لگنا چاہئے تھا جبکہ 13 رمضان کو لگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب سے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان بنائے تب سے چاند اور سورج گرہن کے لئے اس کے قانون قدرت میں یہ قاعدہ مقرر ہو چکا ہے کہ چاند کو جب بھی گرہن لگے گا وہ چاند کی 13، 14، 15 تاریخوں میں سے کسی ایک تاریخ کو لگے گا۔ اور اسی طرح سورج کو جب بھی گرہن لگے گا وہ چاند کی 27، 28، 29 تاریخوں میں سے کسی ایک تاریخ کو لگے گا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ”یَنْکَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَیْلَۃٍ مِنْ رَمَضَانَ“ اس کا ترجمہ یہ کیا جاتا ہے کہ رمضان کی پہلی رات کو چاند کو گرہن لگے گا۔ یہ ترجمہ اُس وقت صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت میں کیا گیا تا کہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس نشان کو اپنی صداقت کے طور پر پیش نہ کر سکیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ جب انسان حق کی مخالفت کرتا ہے تو اس سے جہالت سرزد ہوتی ہے۔ جیسے ابوجہل پہلے ابوالحکم یعنی حکمتوں کا باپ کہلاتا تھا۔ شیخ محمد حسین بٹالوی کا ریویو جو اُس نے براہین احمدیہ پر لکھا حق کی تائید میں ایک عالمانہ ریویو تھا لیکن جب اس نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کی تو جہل مرکب بن گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت میں علماء کو جہلاء بنا دیا۔ مخالفین نے جو یہ اعتراض کیا کہ چاند کو رمضان کی پہلی رات کو گرہن لگنا چاہئے تھا یہ اعتراض سراسر ان کی جہالت پر مبنی تھا کیونکہ :

- پہلی تاریخ کا تو چاند ہی مشکل سے نظر آتا ہے اگر اس کو گرہن لگ جائے تو پھر دُنیا اسے دیکھے گی کس طرح اور وہ نشان کس طرح قرار پائے گا۔
- دوسرے یہ کہ حدیث میں قمر کا لفظ ہے۔ اور پہلی تاریخ کا چاند ہلال کہلاتا ہے نہ کہ قمر۔ تین دن اور بعض کے نزدیک سات دن تک چاند ہلال کہلاتا ہے بعد اس کے قمر ہوتا ہے۔
- تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کے قانون قدرت میں ہمیشہ کے لئے یہ قاعدہ مقرر ہو چکا ہے کہ جب بھی چاند کو گرہن لگے گا وہ چاند کی 13، 14، 15 تاریخوں میں سے ہی کسی ایک تاریخ کو لگے گا۔ نہ اس سے پہلے نہ اس کے بعد۔

اس ضمن میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات عالیہ ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

چاند اور سورج گرہن کی تاریخ جب سے کہ دُنیا بنی ہے

آپؑ فرماتے ہیں : دنیا جب سے پیدا ہوئی ہے چاند گرہن کے لئے تین راتیں خدا تعالیٰ کے قانون قدرت میں مقرر ہیں یعنی تیرھویں چودھویں پندرھویں اور چاند گرہن کی پہلی رات جو خدا تعالیٰ کے قانونِ قدرت کے مطابق ہے وہ قمری مہینے کی تیرھویں رات ہے اور سورج کے گرہن کیلئے تین دن خدا کے قانون قدرت میں مقرر ہیں۔ یعنی قمری مہینے کا ستائیسواں اٹھائیسواں اور انتیسواں دن اور سورج کے تین دن گرہن میں سے قمری مہینہ کے رُو سے اٹھائیسواں دن بیچ کا دن ہے۔ سو انہیں تاریخوں میں عین حدیث کے منشاء کے موافق سورج اور چاند کا رمضان میں گرہن ہوا۔ یعنی چاند گرہن رمضان کی تیرھویں رات میں ہوا اور سورج گرہن اسی رمضان کے اٹھائیسویں دن ہوا۔

(حقیقۃ الوحی رُوحانی خزائن جلد 22 صفحہ 203)

حدیث میں قمر کے لئے گرہن کا ذکر ہے، ہلال کے لئے نہیں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

اَے نادانوں! آنکھوں کے اندھو! مولویت کو بدنام کرنے والو! ذرہ سوچو! کہ حدیث میں چاند گرہن میں قمر کا لفظ آیا ہے۔ پس اگر یہ مقصود ہوتا کہ پہلی رات میں چاند گرہن ہوگا تو حدیث میں قمر کا لفظ نہ آتا بلکہ ہلال کا لفظ آتا کیونکہ کوئی شخص اہل لغت اور اہل زبان میں سے پہلی رات کے چاند پر قمر کا لفظ اطلاق نہیں کرتا بلکہ وہ تین رات تک ہلال کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ پس ایک ایماندار کے لئے یہ ایک بدیہی قرینہ ہے کہ اس جگہ پہلی رات سے مہینہ کی پہلی رات مراد نہیں بلکہ چاند گرہن کی پہلی رات مراد ہے۔ اگر مہینہ کی پہلی رات مراد ہوتی تو اس جگہ ہلال کا لفظ چاہئے تھا نہ قمر کا۔ گویا یوں عبارت چاہئے تھی کہ یَنْکَسِفُ الْھِلَالُ لِاَوَّلِ لَیْلَۃٍ سو اب سوچنا چاہئے کہ یہ لوگ اس علمیت کے ساتھ مولوی کہلاتے ہیں اب تک یہ بھی خبر نہیں کہ پہلی رات کے چاند کو عربی زبان میں کیا کہتے ہیں۔

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم رُوحانی خزائن جلد 11 صفحہ 330)

تین دن تک چاند ہلال ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک سات دن تک

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

عرب کی زبان میں چاند کو اسی حالت میں قمر کہہ سکتے ہیں جبکہ چاند تین دن سے زیادہ کا ہو اور تین دن تک اس کا نام ہلال ہے نہ قمر اور بعض کے نزدیک سات دن تک ہلال ہی کہتے ہیں۔ چنانچہ قمر کے لفظ میں لسان العرب وغیرہ میں یہ عبارت ہے ھُوَ بَعْدَ ثَلٰثَ لَیَالٍ اِلٰی اٰخِرِ الشَّھْرِ...... پھر کیونکر یہ معنے صحیح ہوں گے کہ پہلی رات میں قمر کو گرہن لگے گا یہ تو ایسی ہی مثال ہے جیسے کوئی کہے کہ فلاں جواں عورت پہلی رات میں ہی حاملہ ہو جائے گی اور اس پر کوئی مولوی صاحب ضد کر کے یہ معنے بتلاویں کہ پہلی رات سے مراد وہ رات ہے جس رات وہ لڑکی پیدا ہوئی تھی تو کیا یہ معنے صحیح ہوں گے؟ (تحفہ گولڑویہ رُوحانی خزائن جلد 17 صفحہ 138)

حیراں ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو مَیں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

چاند کے گرہن کا پہلا دن ہمیشہ تیرھویں تاریخ سمجھا جاتا ہے۔ اور سورج کے گرہن کا بیچ کا دن ہمیشہ مہینہ کی 28 تاریخ عقلمند جانتا ہے۔ اب ایسی صاف پیشگوئی میں بحث کرنا اور یہ کہنا کہ قمر کا گرہن مہینہ کی پہلی رات میں ہونا چاہئے تھا یعنی جبکہ کنارۂ آسمان پر ہلال نمودار ہوتا ہے یہ کس قدر ظلم ہے۔ کہاں ہیں رونیوالے جو اِس قسم کی عقلوں کو رووِیں یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ پہلی تاریخ کا چاند جس کو ہلال کہتے ہیں وہ تو خود ہی مشکل سے نظر آتا ہے۔ اِسی وجہ سے ہمیشہ عیدوں پر جھگڑے ہوتے ہیں۔ پس اس غریب بیچارہ کا گرہن کیا ہوگا۔ کیا پدّی کیا پدّی کا شوربا۔ (ایضاً صفحہ 139)

باقی صفحہ نمبر 18 پر ملاحظہ فرمائیں

☆ مولوی عبدالجبار، مولوی عبداللہ غزنوی کے بیٹے تھے۔ مولوی عبداللہ غزنوی ایک مرد صالح، صاحبِ کشف والہام بزرگ تھے۔ انہوں نے پیشگوئی کی تھی کہ قادیان میں ایک نور اُترا لیکن میری اولاد اس سے محروم رہی۔ ایسا ہی ہوا، ان کی اولاد کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کی توفیق نہیں ملی۔ مولوی عبدالجبار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مخالف تھا اور ساری زندگی مخالفت کرتا رہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی عبداللہ غزنوی کے متعلق فرمایا اگر میرے زمانہ کو وہ پاتا تو میں یقین کرتا ہوں کہ وہ مجھے میرے دعوے کے ساتھ قبول کرتا اور ردّ نہ کرتا۔

خطبہ جمعہ

سب سے خوبصورت جوڑا جو کسی انسان نے دیکھا ہو وہ حضرت رقیہؓ اور ان کے شوہر حضرت عثمانؓ ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد، ذوالنّورین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

حضرت عثمانؓ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً پانچ سال چھوٹے تھے، آپؓ قدیمی اسلام لانے والوں میں سے تھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رقیہ سے فرمایا بیٹی! ابوعبداللہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتی رہو یقیناً یہ میرے صحابہ میں اخلاق کے لحاظ سے مجھ سے سب سے زیادہ مشابہ ہیں

گیارہ مرحومین مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب سابق ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ، ناظر خدمتِ درویشان اور ناظر اصلاح وارشاد رشتہ ناطہ، مکرم مولانا محمد عمر صاحب سابق ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان، مکرم حبیب احمد صاحب ابن محمد اسماعیل صاحب سابق امیر ومشنری انچارج نائیجیریا، مکرم بدر الزماں صاحب کارکن وکالت مال یوکے، مکرم منصور احمد تاثیر صاحب کارکن شعبہ احتساب نظارت امورِ عامہ ربوہ، مکرم ڈاکٹر ابراہیم موانگا صاحب تنزانیہ، مکرمہ صغریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ دین محمد صاحب ننگلی درویش قادیان، مکرم چودھری کرامت اللہ صاحب سابق رضاکار الفضل انٹرنیشنل، مکرم چودھری منور احمد خالد صاحب (جرمنی)، مکرمہ نصیرہ بیگم صاحبہ اہلیہ احمد صادق طاہر محمود ریٹائرڈ مربی سلسلہ بنگلہ دیش اور مکرم رفیع الدین بٹ صاحب (بدوملہی) کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

پاکستان اور الجزائر کے احمدیوں کی مخالفت کے پیشِ نظر دعاؤں کی مکرر تحریک

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 22 رجنوری 2021ء بمطابق 22 رصلح 1400 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آج میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر شروع کروں گا۔ چند ہفتے تک یہ جاری رہے گا۔

حضرت عثمانؓ کے بارے میں پہلی بات تو یہ یاد رکھنی چاہیے کہ یہ خود جنگِ بدر میں شامل نہیں ہوئے تھے البتہ ان آٹھ خوش نصیب صحابہ میں شامل تھے جنہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ بدر کے مالِ غنیمت میں حصہ دے کر جنگ میں شامل ہونا ہی قرار دیا تھا۔

آپ کا نام عثمان بن عفان بن ابوالعاص بن اُمَیَّہ بن عبدِشمس بن عبدِ مَناف بن قُصَیّ بن کِلاب ہے۔ اس طرح آپ کا سلسلہ نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب کے ساتھ پانچویں پشت پر عبدِمَناف پر جا کر ملتا ہے۔ حضرت عثمانؓ کی والدہ کا نام اَرْوٰی بنت کُرَیْز تھا۔ حضرت عثمانؓ کی نانی ام حکیم بَیْضَاء بنت عبدالمطلب تھیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ کی سگی بہن تھیں۔ ایک روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ اور حضرت عثمانؓ کی نانی ام حکیم بَیْضَاء بنت عبدالمطلب جڑواں پیدا ہوئے تھے۔ حضرت عثمانؓ کی والدہ اَرْوٰی بنت کریز نے صلح حدیبیہ کے بعد اسلام قبول کر لیا تھا اور مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آ گئیں اور اپنے بیٹے حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں فوت ہونے تک مدینہ میں ہی قیام پذیر رہیں۔ حضرت عثمانؓ کے والد زمانۂ جاہلیت میں ہی فوت ہو گئے تھے۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ لامام حجر العسقلانی، جزء 4، صفحہ 377، عثمان بن عفان، دارالکتب العلمیۃ بیروت، 2005ء) (سیرۃ امیر المؤمنین عثمان بن عفان شخصیتہ وعصرہ از علی محمد الصلابی، صفحہ 15، الفصل الاول، المبحث الاول اسمہ ونسبہ وکنیتہ، دارالمعرفۃ بیروت 2006ء) (سیر الصحابہ، جلد اول، صفحہ 154، دارالاشاعت کراچی 2004ء) (الطبقات الکبریٰ، جلد 8، صفحہ 182، 183، اروٰی بنت کریز، ام کلثوم بن عقبہ)

حضرت عثمانؓ کی کنیت کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں حضرت عثمانؓ کی کنیت ابوعَمرو تھی۔ جب حضرت رقیہؓ بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے بیٹے عبداللہ پیدا ہوئے تو اس کی مناسبت سے پھر مسلمانوں میں آپؓ کی کنیت ابوعبداللہ بھی معروف ہو گئی۔

(سیرۃ امیر المؤمنین عثمان بن عفان شخصیتہ وعصرہ از علی محمد الصلابی، صفحہ 15، الفصل الاول، المبحث الاول اسمہ ونسبہ وکنیتہ، دارالمعرفۃ بیروت 2006ء)

ابن اسحاق کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت رقیہؓ کی شادی حضرت عثمانؓ سے کی جو غزوۂ بدر کے ایام میں وفات پا گئیں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوسری بیٹی حضرت رقیہؓ کی بہن حضرت اُمِّ کلثومؓ سے حضرت عثمان کی شادی کر دی اس وجہ سے آپؓ کو ذوالنورین کہا جانے لگا۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ لامام حجر العسقلانی، جزء 4، صفحہ 377، عثمان بن عفان، دارالکتب العلمیۃ بیروت، 2005ء)

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آپ کو ذوالنورین اس لیے کہا جاتا تھا کہ آپؓ ہر رات نمازِ تہجد میں بہت زیادہ تلاوت قرآن کریم کیا کرتے تھے چونکہ قرآن نور ہے اور قیام اللیل بھی نور ہے اس لیے آپؓ ذوالنورین یعنی ''دو نوروں والا'' کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

(سیرۃ امیر المؤمنین عثمان بن عفان شخصیتہ وعصرہ از علی محمد الصلابی، صفحہ 16، الفصل الاول، المبحث الاول اسمہ ونسبہ وکنیتہ، دارالمعرفۃ بیروت 2006ء)

ایک صحیح قول کے مطابق حضرت عثمانؓ کی ولادت کے بارے میں یہ بھی ایک روایت ملتی ہے کہ حضرت عثمانؓ عام الفیل کے چھ سال بعد مکہ میں پیدا ہوئے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ طائف میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً پانچ سال چھوٹے تھے۔

(سیرۃ امیر المؤمنین عثمان بن عفان شخصیتہ وعصرہ از علی محمد الصلابی، صفحہ 16، الفصل الاول، المبحث الاول اسمہ ونسبہ وکنیتہ، دارالمعرفۃ بیروت 2006ء)

آپؓ کے قبولِ اسلام کے بارے میں یزید بن رُوْمَان روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عثمان بن عفانؓ اور حضرت طلحہ بن عُبَیْد اللہؓ دونوں حضرت زُبیر بن عوامؓ کے پیچھے پیچھے نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان دونوں کے سامنے اسلام کا پیغام پیش کیا اور انہیں قرآن کریم پڑھ کر سنایا اور انہیں اسلام کے حقوق کے بارے میں آگاہ کیا اور ان سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی عزت و اکرام کا وعدہ کیا۔ اس پر وہ دونوں، حضرت عثمانؓ اور حضرت طلحہؓ ایمان لے آئے اور آپؐ کی تصدیق کی۔ پھر حضرت عثمانؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! میں حال ہی میں ملک شام سے واپس آیا ہوں۔ جب ہم مَعَانْ اور زَرْ قَاء مقام کے درمیان پڑاؤ کیے ہوئے تھے۔ مَعَان اردن کے جنوب میں حجاز کی حدود کے قریب ایک شہر ہے اور زرقاء یہ معان کے ساتھ ہی واقع ہے۔ بہرحال کہتے ہیں وہاں ہم پڑاؤ کیے ہوئے تھے اور ہم سوئے ہوئے تھے کہ ایک منادی کرنے والے نے اعلان کیا کہ اے سونے والو! جاگو۔ یقیناً احمد مکہ میں ظاہر ہو چکا ہے۔ پھر جب ہم واپس پہنچے تو ہم نے آپؐ کے بارے میں سنا۔ حضرت عثمانؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دارِ اَرْقَم میں داخل ہونے سے پہلے قدیمی اسلام لانے والوں میں سے تھے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث صفحہ 31، عثمان بن عفان، داراحیاء التراث العربی بیروت 1996ء) (معجم البلدان از اکر غلام جیلانی برق صفحہ 320، معجم البلدان، جلد 3، صفحہ 472، الزرقاء دارالکتب العلمیۃ بیروت)

قبول اسلام کے بعد آپؓ پر ظلم بھی ہوئے۔ موسیٰ بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان بن عفانؓ نے اسلام قبول کیا تو آپ کے چچا حَکَم بن ابوالعاص بن اُمَیَّہ نے آپ کو پکڑ کر رسیوں سے باندھ دیا اور کہا کیا تم اپنے آباؤ اجداد کا دین چھوڑ کر نیا دین اختیار کرتے ہو۔ بخدا میں تمہیں ہرگز نہیں کھولوں گا یہاں تک کہ تم اپنا یہ نیا دین چھوڑ نہ دو۔ اس پر حضرت عثمانؓ نے کہا خدا کی قسم! میں اسے کبھی نہیں چھوڑوں گا اور نہ اس سے علیحدگی اختیار کروں گا۔ حکم نے جب آپ کے دین پر مضبوطی کی یہ حالت دیکھی تو پھر مجبوراً آپ کو چھوڑ دیا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث، صفحہ 31، عثمان بن عفان، داراحیاء التراث العربی بیروت، 1996ء)

حضرت رُقَیَّہؓ سے جب آپ کی شادی ہوئی تو اس کا واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت سے پہلے حضرت رقیہؓ کا رشتہ ابولہب کے بیٹے عُتْبَہ سے اور ان کی بہن حضرت ام کلثومؓ کا رشتہ عُتَیبہ کے

بھائی عُتَیْبَہ سے ہو چکا تھا۔ جب سورۃ المَسَد یعنی سورۃ اللّھب نازل ہوئی تو ان کے باپ ابولہب نے ان سے کہا کہ اگر تم دونوں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹیوں سے علیحدہ نہ ہوئے تو میرا تم سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ یہ رشتے توڑ دو۔ اس پر ان دونوں نے رخصتی سے قبل ہی دونوں بہنوں کو طلاق دے دی۔ اسکے بعد حضرت عثمان بن عفانؓ نے مکہ میں ہی حضرت رقیہؓ سے شادی کر لی اور ان کے ساتھ حبشہ کی جانب ہجرت کی۔ حضرت رقیہؓ اور حضرت عثمانؓ دونوں ہی خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ اَحْسَنَ زَوْجَیْنِ رَاٰھُمَا اِنْسَانٌ رُقَیَّۃُ وَزَوْجُھَا عُثْمَانُ۔ سب سے خوبصورت جوڑا جو کسی انسان نے دیکھا ہو وہ حضرت رقیہؓ اور ان کے شوہر حضرت عثمانؓ ہیں۔

(شرح علامہ زرقانی، جزء4 صفحہ 322،323، باب فی ذکر اولادہ الکرام، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1996ء)

عبدالرحمٰن بن عثمان قرشی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی کے گھر تشریف لائے۔ وہ اس وقت حضرت عثمانؓ کا سر دھو رہی تھیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹی! ابوعبداللہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتی رہو۔ یقیناً یہ میرے صحابہ میں اخلاق کے لحاظ سے مجھ سے سب سے زیادہ مشابہ ہیں۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، جزء1، صفحہ 76، حدیث 98، داراحیاء التراث العربی 2002ء)

ہجرت کے واقعہ کے بارے میں ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ آپ کے صحابہ کو آزمائش پہنچ رہی تھی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ مقام و مرتبہ کی وجہ سے اور اپنے چچا ابوطالب کی وجہ سے آپؐ عافیت میں تھے۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو عافیت میں تھے اور یہ کہ جس آزمائش میں صحابہ تھے اسے روکنے کی آپؐ قدرت اور طاقت نہیں رکھتے تھے۔ گو خود تو کچھ حد تک امن میں تھے لیکن صحابہ پر جو ظلم ہو رہے تھے ان ظلموں کو روکنے کی آپؐ میں طاقت نہیں تھی۔ اس پر آپؐ نے صحابہ سے فرمایا کہ اگر تم حبشہ کی سرزمین کی طرف نکلو تو وہاں ایک ایسا بادشاہ ہے جس کے ہاں کسی ایک پر ظلم نہیں کیا جاتا اور وہ سچائی کی سرزمین ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس آزمائش سے فراخی عطا فرما دے گا جس میں تم لوگ ہو۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب فتنہ کے خوف سے اور اپنے دین کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی طرف فرار کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے حبشہ کی سرزمین کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ اسلام میں ہونے والی پہلی ہجرت تھی۔

حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے صحابہ میں حضرت عثمانؓ اپنی زوجہ حضرت رقیہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل تھے۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، صفحہ 237-238، باب ذکر الھجرۃ الاولیٰ الی ارض الحبشہ دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ حبشہ کی طرف ہجرت کیلئے نکلے تو ان کے ساتھ حضرت رقیہؓ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک ان کی خبر پہنچنے میں تاخیر ہوگئی۔ پتہ نہیں لگ رہا تھا کہ ہجرت کی ہے تو کہاں تک پہنچے ہیں، کیا حال ہے؟ تو آپؐ باہر نکل کر ان کے متعلق خبر کا انتظار کرتے رہتے۔ پھر ایک عورت آئی اور اس نے آپ کو ان کے بارے میں بتایا۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد عثمان وہ پہلا شخص ہے جس نے اپنے اہل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کی ہے۔ (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، جزء9، صفحہ 58، کتاب المناقب، باب ہجرتہ، حدیث نمبر 14498، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

حضرت سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان بن عَفّانؓ نے ارضِ حبشہ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ رقیہ کو بھی ہمراہ لے جاؤ۔ میرا خیال ہے کہ تم میں سے ایک اپنے ساتھی کا حوصلہ بڑھاتا رہے گا۔ یعنی دونوں ہوں گے تو ایک دوسرے کا حوصلہ بڑھاتے رہو گے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ کو فرمایا کہ جاؤ اور ان دونوں کی خبر لاؤ کہ چلے گئے ہیں؟ کہاں تک پہنچے ہیں؟ کیا حالات ہیں باہر کے؟ حضرت اسماءؓ جب واپس آئیں تو حضرت ابوبکر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے۔ انہوں نے بتایا کہ حضرت عثمانؓ ایک خچر پر پالان ڈال کر حضرت رقیہؓ کو اس پر بٹھا کر سمندر کی طرف نکل گئے ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! حضرت لوطؑ اور حضرت ابراہیمؑ کے بعد یہ دونوں ہجرت کرنے والوں میں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے ہیں۔ (مستدرک، جزء4، صفحہ 414، کتاب معرفۃ الصحابہ، باب ذکر رقیہ بنت رسول اللہ، حدیث 6999، دارالفکر بیروت 2002ء)

پھر حبشہ سے ان کی واپسی کا واقعہ بھی بیان ہوا ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جن صحابہ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی انہیں خبر پہنچی کہ مکہ والے اسلام لے آئے ہیں۔ اس پر یہ مہاجرین حبشہ سے مکہ کی طرف واپس لوٹے۔ جب وہ مکہ کے قریب پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی۔ اس پر یہ لوگ پوشیدہ طور پر یا کسی کی امان میں آ کر مکہ میں داخل ہوئے۔ ان میں سے بعض تو ایسے تھے کہ جنہوں نے پھر مدینہ ہجرت کی اور بدر اور احد کی جنگ میں آپ کے ساتھ یعنی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے اور بعض ایسے تھے جن کو کفار نے مکہ میں ہی روک لیا اور وہ جنگ بدر وغیرہ میں شریک نہیں ہو سکے۔ حبشہ سے آ کر پھر مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے والوں میں حضرت عثمانؓ اور ان کی بیوی حضرت رقیہؓ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل تھیں۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، صفحہ 265-266، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

حضرت عثمانؓ حبشہ میں چند سال رہے۔ کتاب میں ایک جگہ یہ لکھا ہے کہ چند سال رہے۔ اسکے بعد جب بعض صحابہؓ قریش کے اسلام کی غلط خبر پا کر اپنے وطن واپس آئے تو حضرت عثمانؓ بھی آ گئے۔ یہاں آ کر معلوم ہوا کہ یہ خبر جھوٹی ہے۔ اس بنا پر بعض صحابہ پھر حبشہ کی طرف لوٹ گئے مگر حضرت عثمانؓ مکہ میں ہی رہے یہاں تک کہ مدینہ کی ہجرت کا سامان پیدا ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام صحابہ کو مدینہ کی طرف ہجرت کا ارشاد فرمایا تو حضرت عثمانؓ بھی اپنے اہل و عیال کے ساتھ مدینہ تشریف لے گئے۔

(سیر الصحابہ جلد اوّل (خلفائے راشدین) صفحہ 178، ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور پاکستان)

ایک روایت میں یہ ذکر ملتا ہے کہ حضرت عثمانؓ دوبارہ حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث، صفحہ 31، عثمان بن عفان، داراحیاء التراث العربی بیروت، 1996ء) لیکن اکثر کتب سیرت میں حضرت عثمانؓ کی حبشہ کی طرف اس دوسری ہجرت کا ذکر نہیں ہے۔ ویسے بھی ہجرت حبشہ ثانیہ کا جو پس منظر اور تفصیلات کتب سیرت و حدیث میں بیان ہوئی ہیں، محتاط سیرت نگار اس کو من و عن اس طرح تسلیم نہیں کرتے کیونکہ درایتاً ایسا ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ ہجرت حبشہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے جو اپنی تحقیق کی ہے گو اس میں سے کچھ حصہ مَیں پہلے گزشتہ بعض صحابہ کے ذکر میں کر چکا ہوں لیکن بہرحال یہاں بھی ذکر ضروری ہے۔ مرزا بشیر احمد صاحب کی تحقیق یہ ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ”جب مسلمانوں کی تکلیف انتہا کو پہنچ گئی اور قریش اپنی ایذاء رسانی میں ترقی کرتے گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا کہ وہ حبشہ کی طرف ہجرت کر جائیں اور فرمایا کہ حبشہ کا بادشاہ عادل اور انصاف پسند ہے۔ اس کی حکومت میں کسی پر ظلم نہیں ہوتا۔ حبشہ کا ملک جو انگریزی میں ایتھوپیا یا ابی سینیا کہلاتا ہے برِ اعظم افریقہ کے شمال مشرق میں واقع ہے اور جائے وقوع کے لحاظ سے جنوبی عرب کے بالکل مقابل پر ہے اور درمیان میں بحیرۂ احمر کے سوا کوئی اور ملک حائل نہیں ہوتا۔ اس زمانہ میں حبشہ میں ایک مضبوط عیسائی حکومت قائم تھی اور وہاں کا بادشاہ نجاشی کہلاتا تھا بلکہ اب تک بھی وہاں کا حکمران اسی نام سے پکارا جاتا ہے۔“ یعنی جب حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے یہ لکھا۔ ”حبشہ کے ساتھ عرب کے تجارتی تعلقات تھے اور ان ایام میں...... حبشہ کا دارالسلطنت اکسوم (Axsum) تھا جو موجودہ شہر عدوا (Adowa) کے قریب واقع ہے اور اب تک ایک مقدس شہر کی صورت میں آباد چلا آتا ہے۔ اکسوم اُن دنوں میں ایک بڑی طاقتور حکومت کا مرکز تھا اور اس وقت کے نجاشی کا ذاتی نام اصحمہ تھا۔ جو ایک عادل، بیدار مغز اور مضبوط بادشاہ تھا۔ بہرحال جب مسلمانوں کی تکلیف انتہا کو پہنچ گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا کہ جن جن سے ممکن ہو حبشہ کی طرف ہجرت کر جائیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر ماہ رجب 5 رنبوی میں گیارہ مرد اور چار عورتوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ ان میں سے زیادہ معروف کے نام یہ ہیں: حضرت عثمانؓ بن عَفّان اور ان کی زوجہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، عبدالرحمٰن بن عوف، زُبیر ابن العَوّام، ابوحذیفہ بن عُتْبَہ، عثمان بن مَظْعُون، مُصْعَب بن عُمَیْر، ابوسَلَمَہ بن عَبدُ الاَسَد اور ان کی زوجہ اُمِّ سَلَمَہ۔“ مرزا بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ ”یہ ایک عجیب بات ہے کہ ان ابتدائی مہاجرین میں زیادہ تر تعداد ان لوگوں کی تھی جو قریش کے طاقتور قبائل سے تعلق رکھتے تھے اور کمزور لوگ کم نظر آتے ہیں جس سے دو باتوں کا پتہ چلتا ہے۔ اول یہ کہ طاقتور قبائل سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی قریش کے مظالم سے محفوظ نہ تھے۔ دوسرے یہ کہ کمزور لوگ مثلاً غلام وغیرہ اس وقت ایسی کمزوری اور بے بسی کی حالت میں تھے کہ ہجرت کی بھی طاقت نہ رکھتے تھے۔

جب یہ مہاجرین جنوب کی طرف سفر کرتے ہوئے شُعَیْبَہ پہنچے جو اس زمانہ میں عرب کی ایک بندرگاہ تھی تو اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل ہوا کہ ان کو ایک تجارتی جہاز مل گیا جو حبشہ کی طرف روانہ ہونے کو بالکل تیار تھا۔ چنانچہ یہ سب امن سے اس میں سوار ہو گئے اور جہاز روانہ ہو گیا۔ قریشِ مکہ کو ان کی ہجرت کا علم ہوا تو سخت برہم ہوئے کہ یہ شکار مفت میں ہاتھ سے نکل گیا۔ چنانچہ انہوں نے ان مہاجرین کا پیچھا کیا مگر جب ان کے آدمی ساحل پر پہنچے تو جہاز روانہ ہو چکا تھا اس لئے خائب و خاسر واپس لوٹے۔ حبشہ میں پہنچ کر مسلمانوں کو نہایت امن کی زندگی نصیب ہوئی اور خدا خدا کر کے قریش کے مظالم سے چھٹکارا ملا۔ لیکن جیسا کہ بعض مورخین نے بیان کیا ہے ابھی ان مہاجرین کو حبشہ میں گئے زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ ایک اڑتی ہوئی افواہ ان تک پہنچی کہ تمام قریش مسلمان ہو گئے ہیں اور مکہ میں اب بالکل امن و امان ہے۔ اس خبر کا یہ نتیجہ ہوا کہ اکثر مہاجرین بلا سوچے سمجھے واپس آ گئے۔ جب یہ لوگ مکہ کے پاس پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی۔ اب ان کیلئے بڑی مصیبت کا سامنا تھا۔ بالآخر بعض تو راستہ میں سے ہی واپس لوٹ گئے اور بعض چھپ چھپ کر یا کسی ذی اثر اور طاقتور شخص کی حمایت میں ہو کر مکہ میں آ گئے۔ یہ شوال 5 رنبوی کا واقعہ ہے۔ یعنی آغاز ہجرت اور مہاجرین کی واپسی کے درمیان صرف ڈھائی تین ماہ کا فاصلہ ہے......

گو حقیقتاً یہ افواہ بالکل جھوٹی اور بے بنیاد تھی جو مہاجرینِ حبشہ کو واپس لانے اور ان کو تکلیف میں ڈالنے کی غرض سے قریش نے مشہور کر دی ہوگی بلکہ زیادہ غور سے دیکھا جاوے تو اس افواہ اور مہاجرین کی واپسی کا قصہ ہی بے بنیاد نظر آتا ہے۔ لیکن اگر اسے صحیح سمجھا جاوے تو ممکن ہے کہ اس کی تہ میں وہ واقعہ ہو جو بعض احادیث میں بیان ہوا ہے۔“ اگر اس طرح دیکھا جائے، اگر اس کو صحیح مانا جائے تو بعضوں کی جو یہ روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ چند سال ٹھہرے وہ روایت پھر غلط نکلتی ہے اور اگر اس کو غلط سمجھا جائے تو پھر تین چار مہینے میں واپس آ گئے لیکن بہرحال حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی تحقیق یہ ہے کہ یہ بات غلط ہی ہے۔ وہ لکھتے ہیں ”اگر اسے صحیح سمجھا جاوے تو ممکن ہے کہ اس کی تہ میں وہ واقعہ ہو جو بعض احادیث میں بیان ہوا ہے۔ اور وہ جیسا کہ بخاری میں آتا ہے یہ ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحنِ کعبہ میں سورۂ نجم کی آیات تلاوت فرمائیں۔ اس وقت وہاں کئی ایک رؤسائے کفار بھی موجود تھے اور بعض مسلمان بھی تھے۔ جب آپؐ نے سورت ختم کی تو آپؐ نے سجدہ کیا اور آپؐ کے ساتھ ہی تمام مسلمان اور کافر بھی سجدہ میں گر گئے۔“ بہرحال ”کفار کے سجدہ کی وجہ حدیث میں بیان نہیں ہوئی“ کہ وہ کیوں گر گئے ”لیکن معلوم ہوتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت پر اثر آواز میں آیاتِ الٰہی کی تلاوت فرمائی اور وہ آیات بھی ایسی تھیں جن میں خصوصیت کے ساتھ خدا کی وحدانیت اور اسکی قدرت و جبروت کا نہایت فصیح و بلیغ رنگ میں نقشہ کھینچا گیا تھا اور اس کے احسانات یاد دلائے گئے تھے اور پھر ایک نہایت پُر رعب و پُر جلال کلام میں قریش کو ڈرایا گیا تھا کہ اگر وہ اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے تو ان کا وہی حال ہوگا جو ان سے پہلے ان قوموں کا ہوا جنہوں نے خدا کے رسولوں کی تکذیب کی اور پھر آخر میں ان آیات میں حکم دیا گیا تھا کہ آؤ اور اللہ کے سامنے سجدہ میں گر جاؤ اور ان آیات کی تلاوت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سب مسلمان یکلخت سجدہ میں گر گئے تو اس کلام اور اس نظارہ کا ایسا ساحرانہ اثر قریش پر ہوا کہ وہ بھی بے اختیار ہو کر مسلمانوں کے ساتھ سجدہ میں گر گئے اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ ایسے موقعوں پر ایسے حالات کے ماتحت...... بسا اوقات انسان کا قلب مرعوب ہو جاتا ہے اور وہ بے اختیار ہو کر ایسی حرکت کر بیٹھتا ہے جو دراصل اس کے اصول و مذہب کے خلاف ہوتی ہے......“ ضروری نہیں ہوتا کہ اس کو مان کے یہ حرکت ہوئی ہو۔ بے اختیاری میں بعض دفعہ حرکت ہو جاتی ہے۔ ”بعض اوقات ایک سخت اور ناگہانی آفت کے وقت

ایک دہریہ بھی اللہ اللہ یا رام رام پکار اٹھتا ہے۔’’ میں نے بھی بعض دہریوں سے پوچھا ہے اور وہ کہتے ہیں یہ بالکل ٹھیک بات ہے کہ باوجود اس کے کہ ہمیں خدا پہ یقین نہیں لیکن کوئی ایسی خطرناک حالت ہو تو بے اختیار منہ سے خدا کا لفظ نکل آتا ہے۔ تو بہرحال ’’قریش تو دہریہ نہ تھے بلکہ بہرحال خدا کی ہستی کے قائل تھے۔ پس جب اس پُررعب اور پُرجلال کلام کی تلاوت کے بعد مسلمانوں کی جماعت یکلخت سجدہ میں گر گئی تو اس کا ایسا ساحرانہ اثر ہوا کہ ان کے ساتھ قریش بھی بے اختیار ہو کر سجدہ میں گر گئے لیکن ایسا اثر عموماً وقتی ہوتا ہے اور انسان پھر جلد ہی اپنی اصل کی طرف لوٹ جاتا ہے۔ چنانچہ یہاں بھی ایسا ہی ہوا اور سجدہ سے اٹھ کر قریش پھر وہی بت پرست کے بت پرست تھے۔’’ یہ نہیں کہ وہ موحد بن گئے تھے۔

’’بہرحال یہ ایک واقعہ ہے جو صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ پس اگر مہاجرینِ حبشہ کی واپسی کی خبر درست ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد قریش نے جو مہاجرین حبشہ کے واپس لانے کیلئے بیتاب ہو رہے تھے اپنے اس فعل کو آڑ بنا کر خود ہی یہ افواہ مشہور کر دی ہوگی کہ قریش مکہ مسلمان ہو گئے ہیں اور یہ کہ اب مکہ میں مسلمانوں کیلئے بالکل امن ہے اور جب یہ افواہ مہاجرینِ حبشہ کو پہنچی تو وہ طبعاً اسے سن کر بہت خوش ہوئے اور سنتے ہی خوشی کے جوش میں واپس آ گئے لیکن جب وہ مکہ کے پاس پہنچے تو حقیقتِ امر سے آگاہی ہوئی جس پر بعض تو چھپ چھپ کر اور بعض کسی طاقتور اور صاحبِ اثر رئیس قریش کی حفاظت میں ہو کر مکہ میں آ گئے اور بعض واپس چلے گئے۔ پس اگر قریش کے مسلمان ہو جانے کی افواہ میں کوئی حقیقت تھی تو وہ صرف اسی قدر تھی جو سورۃ نجم کی تلاوت پر سجدہ کرنے والے واقعہ میں بیان ہوئی ہے۔ واللہ اعلم۔

بہرحال اگر مہاجرین حبشہ واپس آئے بھی تھے تو ان میں سے اکثر پھر واپس چلے گئے اور چونکہ قریش دن بدن اپنی ایذا رسانی میں ترقی کرتے جاتے تھے اور ان کے مظالم روز بروز بڑھ رہے تھے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر دوسرے مسلمانوں نے بھی خفیہ خفیہ ہجرت کی تیاری شروع کر دی اور موقع پا کر آہستہ آہستہ نکلتے گئے۔ یہ ہجرت کا سلسلہ ایسا شروع ہوا کہ بالآخران مہاجرین حبشہ کی تعداد ایک سو ایک تک پہنچ گئی جن میں اٹھارہ عورتیں بھی تھیں اور مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت ہی تھوڑے مسلمان رہ گئے۔ اس ہجرت کو بعض مؤرخین ہجرت حبشہ ثانیہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔......‘‘

پھر حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اپنا ایک تجزیہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’ایک اور بات ہے جو اس افواہ اور مہاجرین کی واپسی کے قصہ کو سرے سے ہی مشتبہ کر دیتی ہے اور وہ یہ کہ تاریخ میں ہجرت حبشہ کے آغاز کی تاریخ رجب 5رنبوی اور سجدہ کی تاریخ رمضان 5رنبوی بیان ہوئی ہے اور پھر تاریخ میں ہی یہ بات بھی بیان ہوئی ہے کہ اس افواہ کے نتیجہ میں مہاجرین حبشہ کی واپسی شوال 5 نبوی میں ہوئی تھی۔ گویا آغاز ہجرت اور واپسی مہاجرین کے زمانوں میں صرف دو سے لے کر تین ماہ کا فاصلہ تھا اور اگر سجدہ کی تاریخ سے زمانہ کا شمار کریں تو یہ عرصہ صرف ایک ہی ماہ کا بنتا ہے۔ اب اس زمانہ کے حالات کے لحاظ سے یہ قطعی طور پر ناممکن ہے کہ مکہ اور حبشہ کے درمیان اس قلیل عرصہ میں تین سفر مکمل ہو سکے ہوں۔ یعنی سب سے پہلے مسلمان مکہ سے حبشہ پہنچے۔ اس کے بعد کوئی شخص قریش کے اسلام کی خبر لے کر مکہ سے حبشہ گیا اور پھر مسلمان حبشہ سے روانہ ہو کر مکہ میں واپس آئے۔ ان تین سفروں کی تکمیل قطع نظر اس عرصہ کے جو زائد امور میں صرف ہو جاتا ہے’’ تیاری بھی ہوتی ہے اور چیزیں ہیں’’اس قلیل عرصہ میں قطعاً ناممکن تھی اور اس سے بھی زیادہ یہ بات ناممکن تھی کہ سجدہ کے زمانہ سے لے کر مہاجرین حبشہ کی مزعومہ واپسی تک دو سفر مکمل ہو سکے ہوں کیونکہ اس زمانہ میں مکہ سے حبشہ جانے کیلئے پہلے جنوب میں آنا پڑتا تھا اور پھر وہاں سے کشتی لے کر جو ہر وقت موجود نہیں ملتی تھی بحرِ احمر کو عبور کر کے افریقہ کے ساحل تک جانا ہوتا تھا اور پھر ساحل سے لے کر حبشہ کے دارالسلطنت اکسوم تک جو ساحل سے کافی فاصلہ پر ہے پہنچنا پڑتا تھا اور اس زمانہ کے آہستہ سفروں کے لحاظ سے اِس قسم کا ایک سفر بھی ڈیڑھ دو ماہ سے کم عرصہ میں ہرگز مکمل نہیں ہو سکتا تھا۔ اِس جہت سے گویا یہ قصہ سرے سے ہی غلط اور بے بنیاد قرار پاتا ہے لیکن اگر بالفرض اِس میں کوئی حقیقت تھی بھی تو وہ یقیناً اس سے زیادہ نہیں تھی جو اوپر بیان کی گئی ہے۔ واللہ اعلم‘‘ (سیرت خاتم النبیین، صفحہ 146 تا 152)

بہرحال اس کی وجوہات جو بھی تھیں کچھ عرصہ کے بعد حضرت عثمانؓ کی حبشہ سے واپسی ہو گئی اور پھر حضرت عثمانؓ کی مدینہ کی طرف ہجرت اور مؤاخات کا ذکر اس طرح ملتا ہے کہ محمد بن جعفر بن زبیر سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمانؓ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو آپ قبیلہ بنونجار میں حضرت حَسّان بن ثابتؓ کے بھائی حضرت اَوس بن ثابتؓ کے گھر ٹھہرے۔

موسیٰ بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے مابین عقدِ مؤاخات قائم فرمایا تھا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت شدّاد بن اوسؓ کے والد حضرت اَوس بن ثابتؓ اور حضرت عثمانؓ کے مابین عقدِ مؤاخات قائم فرمایا گیا تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت ابوعُبَادہ سعد بن عثمان زُرَقی سے حضرت عثمانؓ کا عقدِ مؤاخات قائم ہوا تھا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزءالثالث، صفحہ 31، عثمان بن عفان، داراحیاء التراث العربی بیروت، 1996ء)

ایک روایت کے مطابق حضرت عثمانؓ کی مؤاخات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ قائم فرمائی تھی۔

چنانچہ طبقات کبریٰ میں لکھا ہے کہ ابنِ لَبِیبَہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان بن عفانؓ محصور ہو گئے یعنی جب دشمنوں نے آپ کو محصور کر دیا، ہر طرح کی پابندی لگا دی تو آخری دنوں میں آپ نے ایک اونچی کوٹھڑی کے روشن دان سے جھانک کر لوگوں سے پوچھا کیا تم میں طلحہ ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں ہے۔ آپؓ نے انہیں فرمایا کہ تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، اللہ تعالیٰ کا کہا کہ کیا آپ کو علم ہے ناں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی تھی تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہمراہ میری مؤاخات قائم فرمائی تھی۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کو اپنے ساتھ مؤاخات میں رکھا تھا۔ اس پر حضرت طلحہؓ نے کہا کہ واللہ یہ درست ہے۔ اس پر حضرت طلحہؓ سے پوچھا گیا حضرت عثمانؓ کے گھر کو گھیرے ہوئے جو ارد گرد مخالفین تھے انہوں نے ان سے پوچھا، جواب طلبی کی کہ تم نے یہ کیا کیا؟ تو حضرت طلحہؓ نے بڑی جرأت سے جواب دیا کہ حضرت عثمانؓ نے مجھ سے قسم لے کر پوچھا تھا اور جس بات کے بارے میں پوچھا تھا وہ میری آنکھوں کے سامنے ہوئی تھی تو کیا میں اس کی شہادت نہ دیتا؟

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزءالثالث، صفحہ 38، ذکر ما قیل لعثمان فی الخلع، داراحیاء التراث العربی بیروت، 1996ء)

میں تو جھوٹ نہیں بول سکتا تھا۔ جو تم نے مخالفت کرنی ہے کر لو۔

حضرت رقیہؓ کی وفات اور حضرت ام کلثومؓ سے شادی کے واقعہ کا ذکر اس طرح ملتا ہے کہ عبداللہ بن مُکْنِف بن حَارِثہ انصاری بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر کیلئے روانہ ہوئے تو حضرت عثمانؓ کو اپنی بیٹی حضرت رقیہؓ کے پاس چھوڑا۔ وہ بیمار تھیں اور انہوں نے اس روز وفات پائی جس دن حضرت زید بن حارِثہؓ مدینہ کی طرف اس فتح کی خوشخبری لے کر آئے جو بدر میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کیلئے بدر کے مال غنیمت میں حصہ مقرر فرمایا اور آپ کا حصہ جنگِ بدر میں شامل ہونے والوں کے برابر تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رقیہؓ کی وفات کے بعد حضرت عثمان بن عفانؓ کے ساتھ اپنی صاحبزادی حضرت ام کلثوم کی شادی کر دی۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزءالثالث، صفحہ 32، عثمان بن عفان، داراحیاء التراث العربی بیروت، 1996ء)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمانؓ سے مسجد کے دروازے پر ملے اور فرمانے لگے کہ عثمان یہ جبریل ہیں انہوں نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ام کلثوم کا نکاح رُقَیَّہ جتنے حق مہر پر اور اس سے تمہارے حسن سلوک پر تمہارے ساتھ کر دیا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، افتتاح الکتاب فضل عثمان رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر 110)

یعنی دوسری بیٹی کا نکاح بھی اللہ تعالیٰ نے کہا کہ حضرت عثمانؓ سے کر دیا جائے۔

حضرت عائشہؓ نے بیان فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام کلثوم کی شادی حضرت عثمانؓ سے کی تو آپ نے حضرت ام ایمنؓ سے فرمایا میری بیٹی ام کلثوم کو تیار کر کے عثمان کے ہاں چھوڑ آؤ اور اسکے سامنے دف بجاؤ۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین دن کے بعد حضرت ام کلثومؓ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا۔ اے میری پیاری بیٹی! تم نے اپنے شوہر کو کیسا پایا؟ ام کلثوم نے عرض کیا وہ بہترین شوہر ہیں۔

(سیرۃ امیر المؤمنین عثمان بن عفان شخصیتہ وعصرہ از علی محمد الصلابی، صفحہ 41، الفصل الاول، ذوالنورین عثمان بن عفان بین مکۃ والمدینۃ زواجہ من ام کلثوم سنۃ 3ھ، دارالمعرفۃ بیروت 2006ء)

حضرت ام کلثومؓ حضرت عثمانؓ کے ہاں 9رہجری تک رہیں اس کے بعد وہ بیمار ہو کر وفات پا گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کی قبر کے پاس بیٹھے۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ام کلثومؓ کی قبر کے پاس اس حال میں بیٹھے ہوئے دیکھا کہ آپؐ کی آنکھیں اشکبار تھیں۔

(سیرۃ امیر المؤمنین عثمان بن عفان شخصیتہ وعصرہ از علی محمد الصلابی، صفحہ 42، المبحث الثالث: ملازمتہ للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی المدینۃ/ وفاۃ ام کلثوم، دارالمعرفۃ بیروت 2006ء)

بخاری کی ایک روایت میں اس واقعہ کا یوں ذکر ہوا ہے کہ ہلال نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے جنازے پر موجود تھے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب من یدخل قبر المرأۃ، حدیث نمبر 1342، اردو ترجمہ صحیح البخاری، جلد 2، صفحہ 663، شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام کلثومؓ کی وفات پر فرمایا: اگر میری کوئی تیسری بیٹی ہوتی تو میں اس کی شادی بھی عثمان سے کروا دیتا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزءالثالث، صفحہ 32، عثمان بن عفان، داراحیاء التراث العربی بیروت، 1996ء)

حضرت ابنِ عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ سے گزرے تو دیکھا کہ حضرت عثمانؓ وہاں بیٹھے تھے اور حضرت ام کلثومؓ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے غم میں رو رہے تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آپ کے دونوں ساتھی یعنی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے عثمان! تم کس وجہ سے رو رہے ہو؟ حضرت عثمانؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس وجہ سے رو رہا ہوں کہ میرا آپؐ سے دامادی کا تعلق ختم ہو گیا ہے۔ دونوں بیٹیاں فوت ہو گئیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ مت رو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر میری سو بیٹیاں ہوتیں اور ایک ایک کر کے فوت ہو جاتیں تو میں ہر ایک کے بعد دوسری کو تجھ سے بیاہ دیتا یہاں تک کہ سو میں سے ایک بھی باقی نہ رہتی۔

(کنز العمال، جزء 13، صفحہ 21، کتاب الفضائل فضائل الصحابۃ، فضائل ذوالنورین عثمان بن عفان حدیث نمبر 36201 دارالکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)

بہرحال یہ ایک محبت کا اظہار تھا جو دونوں طرف سے ہوا۔ ایک فکر تھی حضرت عثمانؓ کی۔ اس رشتہ کا جو تعلق تھا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم رکھا اور یہ یقین دہانی کرائی کہ یہ تعلق تو قائم ہے۔ باقی ذکر ان شاء اللہ آئندہ ہوگا۔

جیسا کہ میں ہر جمعہ میں تحریک کر رہا ہوں۔ دعاؤں کی طرف توجہ دلا رہا ہوں کہ پاکستان کے لوگوں کیلئے احمدیوں کیلئے دعائیں کرتے رہیں۔ مخالفین تو اپنی طرف سے اپنے زعم میں دائرہ تنگ کر رہے ہیں لیکن ان کو نہیں پتہ کہ ایک بالا ہستی بھی ہے، خدا تعالیٰ بھی ہے جس کی تقدیر بھی چل رہی ہے اور اس کا دائرہ بھی ان کے اوپر تنگ ہو رہا ہے اور وہ دائرہ جب تنگ ہوتا ہے تو پھر اس سے کوئی فرار نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عقل دے اور یہ لوگ ابھی بھی عقل سے کام لیں، انصاف سے کام لیں اور بلاوجہ کی ظلم اور تعدی سے باز آئیں۔ اسی طرح الجزائر کے لوگوں

کیلئے بھی دعا کریں۔ ان کا ایمان سلامت رہے۔ اسی طرح بعض اور جگہوں پر بھی احمدیوں کی کافی زیادہ مخالفت ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہر احمدی کو ہر لحاظ سے محفوظ رکھے۔

نمازوں کے بعد میں کچھ جنازے غائب بھی پڑھاؤں گا۔ ان کا ذکر بھی یہاں کر دیتا ہوں۔ پہلا ذکر مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب کا ہے۔ سابق ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ اور ناظر خدمت درویشاں بھی تھے اور ناظر اصلاح و ارشاد رشتہ ناطہ بھی رہے۔ 11 رجنوری کو ربوہ میں تقریباً 88 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ ان کے والد کا نام چوہدری محمد دین تھا اور والدہ کا نام رحمت بی بی تھا۔ ان کے والد نے 1928ء میں حضرت خلیفہ ثانیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور احمدیت میں داخل ہوئے تھے۔ حضرت مولانا سلطان محمود انور صاحب آپ کے اکلوتے بیٹے تھے۔ مولانا سلطان محمود انور صاحب نے مڈل تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد وقف کر کے اپریل 1946ء میں مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخلہ لے لیا۔ پاکستان بننے کے بعد احمد نگر میں جامعہ احمدیہ میں چلے گئے جہاں سے 1952ء میں مولوی فاضل کا امتحان دیا اور اپریل 1956ء میں جامعہ احمدیہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ ان کی شادی وہیں محمودہ شوکت صاحبہ بنت چودھری سعد الدین صاحب سے ہوئی۔ ان کا نکاح مولانا جلال الدین صاحب شمس نے 1960ء میں جلسہ سالانہ کے موقع پر پڑھایا۔ ان کی اولاد میں چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ ایک بیٹے ان کے حسان محمود واقف زندگی ہیں۔ ربوہ میں تحریک جدید کے دفاتر میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ مکرم مولانا صاحب کی پہلی تقرری گجرات میں ہوئی تھی۔ نیز آپ نے بطور مربی سلسلہ پاکستان کے مختلف شہروں میں خدمات سرانجام دیں۔ 1974ء سے 1978ء تک یہ گھانا میں بھی رہے۔ اس دور میں جب میں بھی وہاں تھا یہ وہاں تھے اور میں نے دیکھا ہے کہ بڑے بےنفس ہو کے انہوں نے وہاں خدمت کی۔ 1982ء سے 1983ء تک یہ سیکرٹری مجلس کارپرداز بھی رہے۔ پھر 83ء میں صدر مجلس کارپرداز مقرر ہوئے۔ 1983ء سے 98ء تک یہ ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ رہے۔ پھر اس کے بعد 2011ء تک ناظر خدمت درویشاں رہے۔ پھر 2011ء سے 17ء تک ناظر رشتہ ناطہ رہے اور بیماری کی وجہ سے 2017ء میں ریٹائرڈ ہو گئے تھے۔ ان کو تبلیغ کرنے کا ملکہ، لوگوں سے بات چیت کرنے کا ملکہ، تقریر کا ملکہ بھی بہت تھا۔ ان کے متعدد ایسے واقعات ہیں کہ مختلف مسالک سے تعلق رکھنے والے لوگوں سے اور علماء سے ان کی اختلافی مسائل پر گفتگو ہوتی اور بڑے ٹھوس اور علمی جواب دیتے۔ بڑے اچھے مقرر تھے جیسا کہ میں نے کہا۔ سامعین کو، سننے والوں کو اپنی طرف کھینچ لیتے تھے۔ مربیان جو ان کے ساتھ کام کرنے والے ہیں وہ بھی یہی لکھتے ہیں کہ ہمیں ساتھ لے کر چلنے والے تھے۔ ہر ایک نے یہی لکھا کہ انتہائی شفقت کا سلوک ہم سے فرماتے تھے اور خود بھی تہجد اور عبادت کرنے والے اور لوگوں کو، مربیان کو بھی خاص طور پر تہجد اور عبادت کی تلقین کیا کرتے تھے۔ ان کا خلافت سے وفا اور اطاعت کا ایک غیر معمولی معیار تھا۔ خلافت رابعہ میں ذرا سا ابتلا بھی ان پہ آیا لیکن کامل اطاعت کے ساتھ انہوں نے وہ دور گزارا اور ماتحت رہ کر بھی کام کیا بلکہ ان کو کسی نے کہا بھی کہ آپ پہلے ناظر تھے اب آپ کو ناظر کی بجائے کسی ناظر کے ماتحت کام کرنا پڑ رہا ہے تو مجھے مربیان نے بھی لکھا ہے اور ان کی ایک بیٹی نے بھی لکھا تھا کہ انہوں نے کہا کہ خلیفہ وقت زیادہ بہتر جانتے ہیں کہ کس کی کہاں کیا ضرورت ہے۔ میں نے وقف کیا ہوا ہے مجھے چاہے جھاڑو دینے پہ لگا دیا جائے میں تو وہی کام کروں گا جس کا خلیفہ وقت کا ارشاد ہے اور اللہ تعالیٰ نے پھر بہتر حالات کیے اور ان کی اس کامل وفا اور اطاعت کے نمونے کو مَیں سمجھتا ہوں قبولیت کا رنگ ملا اور پھر دوبارہ صدر انجمن احمدیہ کے ممبر بھی بنے اور ناظر بھی بنے۔ جہاں بھی رہے، کراچی میں بھی اور دوسری جگہوں پہ بھی تو امیر کے ساتھ ان کا مکمل تعاون اور اطاعت کا نمونہ ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ نے بعض علمی کام بھی کیے ہوئے ہیں، تصنیفات لکھی ہیں۔ ان کی ایک تصنیف ''کلمہ طیبہ کی عظمت کا قیام احمدی کی پہچان ہے'' ان کی دوسری کتاب ہے ''اللہ تعالیٰ، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن کریم اور خانہ کعبہ۔'' پھر ان کی ایک کتاب ہے ''جماعت احمدیہ کی تعداد کا مسئلہ۔'' پھر ایک کتاب ہے ''نفاذ شریعت میں ناکامی کے اسباب'' پھر ان کی ایک کتاب ہے ''توہین رسالت کی سزا'' بہرحال یہ ان کی تصانیف ہیں۔ علمی کام بھی انہوں نے کیے جیسا کہ میں نے کہا بہت ٹھوس کام کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے۔

دوسرا جنازہ مولانا محمد عمر صاحب سابق ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان کا ہے جو پی کے ابراہیم صاحب کے بیٹے تھے۔ 12 رجنوری کو 87 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کا تعلق کیرالہ سے تھا۔ ان کے والد ابراہیم کُٹی صاحب تھے جو جماعت کے سخت مخالفین اور معاندین میں سے تھے۔ مولانا صاحب کی ولادت سے دس سال پہلے ان کے والد تجارت کے سلسلہ میں بمبئی گئے۔ ان دنوں بمبئی میں کافی احمدی تجارت کرتے تھے۔ بمبئی میں مالابار کے ہی بعض احمدیوں سے ان کی ملاقات ہوئی اور عقائد احمدیہ کے متعلق تبادلہ خیال ہوا اور 1924ء میں جب حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ بمبئی تشریف لے گئے۔ اس وقت حضور کے دست مبارک پر موصوف کو بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ بعد ازاں ان کو قادیان میں بھی زیارت کی توفیق ملی۔

مولانا عمر صاحب 1954ء میں قادیان آئے جبکہ تقسیم ملک کے بعد مدرسہ احمدیہ کا از سر نو اجرا ہو چکا تھا۔ 1955ء میں مدرسہ میں داخل ہوئے اور 1961ء میں مدرسہ احمدیہ اور پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کرنے کے بعد ایک سال تک مدرسہ میں پڑھاتے رہے۔ طالبعلمی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کی خواہش پر مرحوم کو تقریباً ایک سال تک روزانہ صبح ان کے گھر قرآن کریم سنانے کی توفیق ملی۔ 1962ء سے میدان تبلیغ میں خدمت کا سلسلہ شروع کیا۔ ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں کام کیا اور بڑے کامیاب مبلغ کے طور پر خدمت بجا لاتے رہے۔ تبلیغی جلسوں میں ان کی تقاریر ہوتی تھیں۔ مناظرہ یادگیر میں شرکت کی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خصوصی رہنمائی میں کوئمبٹور کے تاریخی مناظرہ میں جو کہ مسلسل نو دن تک جاری رہا اور جس میں خاص طور پہ مولانا دوست محمد صاحب شاہد اور حافظ مظفر صاحب بھی مرکز سے نمائندے گئے ہوئے تھے ان کے ساتھ انہوں نے بہت اہم کام کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ایک جگہ ان کے کام کو سراہتے ہوئے اپنے خطبہ میں فرمایا تھا کہ بعض جماعتیں ہیں جہاں ایک ہی آدمی ہے جو فوری طور پر اکیلا سارا بوجھ اٹھاتا ہے اور تراجم کر کے یعنی خطبات کا ترجمہ کر کے فوری طور پہ پھر کثرت سے شائع کرتا ہے اور ایسی جماعتوں کا خدا تعالیٰ کے فضل سے معیار ترقی پر ہے کیونکہ ان کو فوری خلیفہ وقت کا خطبہ مل جاتا ہے اور اس سے ساری جماعت کو پتہ لگ جاتا ہے کہ کیا ہو رہا ہے۔ ساؤتھ انڈیا میں ہماری ایسی جماعتیں جو اردو نہیں سمجھتیں وہاں ہمارے مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ ہیں۔ ان کو خدا تعالیٰ نے اس بات کا جنون دیا ہوا ہے۔ ادھر آواز کان تک پہنچی ادھر فوری طور پر اس کے ترجمے کیے اور فوری طور پر ساری جماعتوں تک پہنچا دیے۔ تو بڑی محنت سے یہ کام کیا کرتے تھے۔ تقریباً ایک سال تک فلسطین میں بھی ان کو خدمت کی سعادت حاصل ہوئی۔ قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی متعدد کتب اور رسالوں کی ملیالم اور تامل ترجمہ کرنے کی توفیق ملتی رہی۔ 2007ء میں جب ان کو میں نے ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ مقرر کیا اور پھر ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن اور وقف عارضی مقرر کیا اور پھر بطور نائب ناظر اعلیٰ بھی خدمت کی توفیق ملی تو بڑے احسن رنگ میں انہوں نے تمام خدمات سرانجام دیں۔ مدرسہ احمدیہ سے فارغ ہونے کے بعد مجموعی طور پر مرحوم کو ترپن (53) سال تک سلسلہ کی خدمت کی توفیق ملی۔ آپ کے پسماندگان میں چار بیٹیاں ہیں اور داماد اور نواسے نواسیاں اور پڑنواسے نواسیاں بھی ہیں۔ جنون تھا ان کو جماعت کی خدمت کا۔ جب فیملی کے ساتھ ذاتی سفر پر جایا کرتے تھے تو سفر کے دوران بھی اَور جماعتی کاموں اور خصوصاً ترجمہ وغیرہ کے کاموں میں مشغول رہتے تھے۔

سری لنکا کے نیشنل صدر صاحب لکھتے ہیں کہ سری لنکا جماعت کی تاریخ احمدیت میں وہ سنہری دور ہمیشہ محفوظ رہے گا جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی بابرکت قیادت میں مولانا صاحب کی پہلی تشریف آوری مرکزی مبلغ کے طور پر اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ 1978ء میں ہوئی تھی تو غیر معمولی طور پر جماعت کے اندر نئے روحانی جوش کے ساتھ اصلاح اور پاک تبدیلی نظر آنے لگی اور مولانا مرحوم کی وہاں گراں قدر خدمات ہیں۔ 1994ء میں کولمبو شہر میں رام کرشنا کے بڑے ہال میں مولانا صاحب کی امن اور وحدت کے عنوان پر ایک ایسی زبردست تقریر ہوئی جس کو سننے کیلئے چار سو سے زیادہ لوگ شامل ہوئے۔ رام کرشنا تحریک کے ملک کے صدر اور ملک کے ہندو کلچرل منسٹر آنریبل دیوراج (Deueraj) خاص طور پر مولانا مرحوم کی یہ تقریر سن کر وجد میں آ گئے اور بہت تعریف کرنے لگے کیونکہ اس تقریر میں مولانا صاحب نے گیتا کے حوالوں سے منتر پڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کو ثابت کیا تھا۔ اسی لیے ان کی وہ تاریخی تقریر آج بھی ان لوگوں میں مقبول ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چار کتب تامل زبان میں ترجمہ کیں اور مختلف موضوعات کے تحت سات کتب تامل زبان میں خود تصنیف کیں۔ صوبہ تامل ناڈو میں جماعتی رسالہ سمدانہ وازھی (Samadana Vazhi) کا اجرا کر کے ایک طویل عرصہ تک وہاں سے اور دوسرے صوبوں سے بھی شائع کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے درجات بلند کرے۔ ان کی اولاد کو بھی کامل وفا کے ساتھ جماعت سے تعلق رکھنے کی توفیق دے۔

اگلا جنازہ مکرم حبیب احمد صاحب مربی سلسلہ کا ہے جو محمد اسماعیل صاحب فیکٹری ایریا ربوہ کے بیٹے تھے۔ 25 ردسمبر کو اسلام آباد میں ہارٹ اٹیک سے 64 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ 1979ء میں انہوں نے جامعہ پاس کیا تھا۔ اس کے بعد پاکستان کے مختلف اضلاع میں ان کو کام کی توفیق ملی۔ 1989ء سے 2003ء تک نائیجیریا میں خدمت کی توفیق پائی۔ اس دوران ستمبر 1998ء سے اکتوبر 2000ء تک امیر اور مشنری انچارج نائیجیریا بھی رہے۔ عاجزی اور انکساری کے ساتھ خدمت بجا لاتے رہے۔ دفتری امور کے علاوہ محلہ کے تربیتی امور میں بھی بڑے احسن رنگ میں کام کرتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی وفا سے جماعت سے تعلق قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اگلا جنازہ مکرم بدر الزمان صاحب کا ہے جو کچھ عرصہ سے کارکن وکالت مال یو کے تھے۔ 3 جنوری کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ نہایت مخلص اور محنتی کارکن تھے۔ 1944ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ پیدائشی احمدی تھے۔ ان کو خدام الاحمدیہ میں بھی جب گورنمنٹ میں اپنی سروس کر رہے تھے تو قائد ضلع کوئٹہ کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ پھر انصار اللہ بلوچستان کے ناظم بھی رہے۔ ان پہ 1986ء میں ایک جماعتی کیس بھی

ارشاد باری تعالیٰ

وَاِذۡ قَالَ اِبۡرٰہِیۡمُ رَبِّ اجۡعَلۡ ہٰذَا الۡبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجۡنُبۡنِیۡ وَبَنِیَّ اَنۡ نَّعۡبُدَ الۡاَصۡنَامَ

ترجمہ: اور (یاد کرو) جب ابراہیم نے کہا اے میرے ربّ! اس شہر کو امن کی جگہ بنا دے اور مجھے اور میرے بیٹوں کو اس بات سے بچا کہ ہم بتوں کی عبادت کریں۔ (سورۃ ابراہیم: 36)

طالب دعا: مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

الہام سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

لوگوں سے لطف کے ساتھ پیش آ اور ان پر رحم کر تُو ان میں بمنزل موسیٰ کے ہے اِس لئے ظالموں کے ظلم پر صبر کر

(تذکرہ، صفحہ 195)

طالب دعا: شجر احمد استاد اینڈ فیملی و افراد خاندان (قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع گلبرگہ، صوبہ کرناٹک)

ہوا جس کے تحت یہ اسیر راہ مولیٰ بھی رہے اور 1995ء سے 99ء تک وکالت مال اول ربوہ میں بھی خدمت سرانجام دی۔ یہاں لندن آ گئے تو رقیم پریس میں اور پھر سترہ سال ایڈیشنل وکالت مال لندن میں ان کو خدمت کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

اگلا جنازہ مکرم منصور احمد تاثیر صاحب کا ہے جو مولوی محمد احمد نعیم صاحب مربی سلسلہ کے بیٹے تھے اور کارکن شعبہ احتساب نظارت امور عامہ ربوہ میں تھے۔ یہاں لندن اپنے بیٹے کے پاس آئے ہوئے تھے کہ 30 دسمبر کو 70 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ نے زندگی کے تقریباً پچیس سال خدمت دین کے لیے جماعتی کارکن کی حیثیت سے مختلف دفاتر میں خدمت کی توفیق پائی۔ نہایت درجہ ملنسار دیندار اور شفیق انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ والہانہ محبت کرنے والے تھے۔ دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہتے تھے۔ تحمل اور بردباری سے معاملات کو حل کرتے تھے۔ عموماً جو پیچیدہ معاملات ہوتے تھے وہ آپ کے سپرد کیے جاتے تھے اور بعض اوقات فریقین غصہ اور طیش کے جذبات سے مغلوب ہو کر دفتر آتے تھے لیکن آپ محبت اور پیار سے ان کے جذبات اور غصہ کو کنٹرول کر لیتے تھے اور معاملہ حل کر دیا کرتے تھے۔ جماعتی خدمت کا اس قدر جذبہ تھا کہ ان کی اہلیہ نے لکھا ہے کہ آپ کی بیٹی ڈاکٹر فارعہ منصور کی جب دعوت ولیمہ تھی تو اس روز یہ صبح صبح تیار ہو کے دفتر کیلئے نکلنے لگے۔ اہلیہ نے کہا کہ شادی والا گھر ہے آج تو چھٹی کر لیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ دعوت کا وقت دو بجے ہے۔ وقت ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ میں اِس وقت دفتر جا رہا ہوں اُس وقت آ جاؤں گا۔ افسران بالا کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آتے۔ اگر کسی معاملہ میں اختلاف رائے ہوتی تو ادب کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے اور ہمیشہ اپنی رائے پیش کرتے۔ پسماندگان میں ان کی اہلیہ رخشندہ صاحبہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

بچپن سے میں ان کو جانتا ہوں۔ میرے ساتھ یہ پڑھا کرتے تھے۔ ہمیشہ سے ان کو میں نے دیکھا ہے کہ بڑی شرافت تھی اور ہنسنا اور مذاق کرنے والی طبیعت تھی۔ کبھی غصہ نہیں آنا۔ کبھی لڑائی نہیں کرنی اور وہی بات پھر ان میں آخر تک رہی جس کی وجہ سے پھر یہ لوگوں میں صلح وصفائی کرانے میں بھی اہم کردار ادا کرتے رہے۔

اگلا جنازہ ڈاکٹر عبیدی ابراہیم موانگا صاحب تنزانیہ کا ہے جو 9/دسمبر کو تہتر سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ میڈیکل کے شعبہ میں مکریرہ (Makerere) یونیورسٹی یوگنڈا میں داخلہ حاصل کیا اور اللہ کے فضل سے ایسٹ افریقہ کے پہلے لوکل احمدی ڈاکٹر ہونے کا اعزاز بھی حاصل کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی جوانی میں ہی بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ سکول کے زمانہ سے ہی مذہبی امور کی تقریبات میں شامل ہوتے تھے۔ نام نہاد اسلامی سکالرز کی طرف سے جماعت احمدیہ پر بے پناہ اعتراضات کی وجہ سے ان کے دل میں جماعت کے بارے میں جاننے کا شوق پیدا ہوا۔ اسی زمانے میں ان کی ملاقات مبلغ سلسلہ شیخ ابوالطالب ساندی صاحب سے ہوئی جو ان کے رشتہ دار بھی تھے۔ جب ان سے ان اعتراضات کے بارے میں بات چیت ہوئی تو شیخ صاحب نے تفصیلی طور پر نہ صرف ان من گھڑت اعتراضات کے جواب سے آگاہ کیا بلکہ انہیں جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع کردہ سواحیلی ترجمۃ القرآن اور دیگر کتب بھی دکھائیں۔ ان کتب کا مطالعہ کرنے کے بعد ڈاکٹر صاحب نے بیعت کر لی۔ اللہ کے فضل سے انہوں نے اپنے عہد بیعت کو آخری دم تک نبھایا۔ ہر وقت ہر طبقے کے لوگوں کو اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچانے میں لگے رہتے۔ تبلیغ کیلئے ان کے دل میں ایک جوش تھا جس کی وجہ سے احمدیوں اور غیر احمدیوں میں خاص طور پر جانے جاتے تھے۔ اکثر اپنے بیگ میں جماعتی کتب اور رسائل اٹھا کر بازار لے جاتے اور بیچا کرتے تھے۔ آپ کو لوگوں نے پوچھا کہ ڈاکٹر ہیں اور یہاں کتابیں بیچ رہے ہیں؟ تو بڑے خوشگوار لہجے میں جواب دیا کرتے تھے کہ جب میں ہسپتال میں ہوتا ہوں تو جسم کا علاج کرتا ہوں جبکہ اس وقت میں روح کا علاج کر رہا ہوں۔ ان دونوں چیزوں کو نہ علیحدہ کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان میں سے کسی ایک کو نظرانداز کرنا چاہیے۔ خلافت سے بے پناہ محبت اور عقیدت کا تعلق تھا۔ بچوں کی اسلامی طریق پر پرورش کی۔ تعلیم و تربیت کی طرف خاص توجہ دی۔ نیز گھر پر بچوں کے ساتھ نماز باجماعت کا اہتمام بھی کرتے تھے۔ گھر پر ایک لائبریری بھی بنائی ہوئی تھی جس میں دیگر علوم کی کتب کے ساتھ ساتھ جماعتی کتب بھی رکھی ہوئی تھیں۔ اپنی اولاد کے احمدیت یعنی حقیقی اسلام پر قائم رہنے کے بارے میں خود بھی دعا کرتے اور دوسروں کو بھی کہتے رہتے تھے۔ جماعت کے ساتھ جڑے ہوئے تھے۔ ان کے تمام بچے بھی نظامِ جماعت کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں اور اپنے والد کی طرح نیک طبیعت رکھنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہمیشہ جوڑے رکھے اور والد کی دعائیں اور نیک خواہشات پوری کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور درجات بلند کرے۔

اگلا ذکر صغریٰ بیگم صاحبہ کا ہے جو دین محمد صاحب ننگلی درویش قادیان کی اہلیہ ہیں۔ 6/جنوری کو 85 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت حکیم محمد رمضان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، باقاعدگی سے نماز تہجد ادا کرنے والی، مہمان نواز، صابر و شاکر، محنتی، ہمدرد اور بہت سی خوبیوں کی مالک ایک نیک خاتون تھیں۔ خلافت سے بے انتہا محبت کا تعلق تھا۔ کئی سال تک لجنہ اماء اللہ میں بطور سیکرٹری خدمت خلق خدمت کی توفیق ملی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ ان کے ایک بیٹے بشیر الدین صاحب کو چالیس سال تک خدمت کی توفیق ملی۔ دوسرے بیٹے منیر الدین اس وقت نظامت تعمیرات میں قادیان میں خدمت بجا لا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اگلا ذکر مکرم چودھری کرامت اللہ صاحب کا ہے جو 26/دسمبر کو 95 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت چودھری شاہ دین صاحب آف گھٹیالیاں کے پوتے تھے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیالکوٹ آمد پر بیعت کی سعادت حاصل کی تھی۔ مرحوم شریف النفس بے لوث محبت کرنے والے، غریب پرور اور ضرورتمندوں کا خیال رکھنے والے، ہر حال میں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنے والے ایک مخلص انسان تھے۔

ان کے بیٹے سہیل صاحب لکھتے ہیں کہ مہمان نوازی کا وصف ان میں نمایاں تھا اور اس کا اظہار خصوصی طور پر اس وقت ہوتا تھا جب واقفین زندگی جماعتی دوروں کے سلسلہ میں بدین سندھ تشریف لایا کرتے تھے۔ ان کو فرقان فورس میں بھی خدمت کی توفیق ملی۔ 1983ء سے لے کر 2018ء تک الفضل انٹرنیشنل کے دفتر میں رضا کارانہ خدمت بجا لاتے رہے۔ اپنے گھر کو شروع سے ہی جماعتی فنکشنز کیلئے پیش کیا ہوا تھا اور موجودہ گھر میں بھی ایک حصہ نماز سینٹر کے طور پر تعمیر کروایا۔ آپ کی بیٹیاں بھی خدمت سرانجام دے رہی ہیں اور بیٹا ہے وہ بھی جماعت کی خدمت سرانجام دے رہا ہے۔ ان کے نواسوں میں سے ایک نواسہ فرہاد احمد مربی سلسلہ یہیں یوکے میں پریس اینڈ میڈیا میں بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کی اولاد کو، ان کی نسل کو ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اگلا جنازہ چودھری منور احمد خالد صاحب جرمنی کا ہے جو 20/اگست کو 85 سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کا نظامِ جماعت کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔ تبلیغی اور تربیتی مساعی میں بھرپور حصہ لیتے تھے اور جرمنی میں مختلف وقتوں میں بطور صدر اور جنرل سیکرٹری خدمت کی توفیق پائی۔ انصار اللہ کی بھی مختلف عہدوں میں خدمت کی توفیق پائی۔ اس کے علاوہ جب یہ پاکستان تھے تو وہاں تحریک جدید کی زمینوں پر بطور مینیجر بھی ان کو کام کرنے کی توفیق ملی۔ خلافت سے گہرا اخلاص کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بیٹے اور چھ بیٹیاں شامل ہیں۔

اگلا ذکر نصیرہ بیگم صاحبہ اہلیہ احمد صادق طاہر محمود ریٹائرڈ مربی سلسلہ بنگلہ دیش کا ہے جو ستائیس اٹھائیس نومبر کی درمیانی رات کو بقضائے الٰہی وفات پا گئی تھیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ محترم مولوی محمد صاحب سابق نیشنل امیر کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، دعا گو، مہمان نواز، صابرہ وشاکرہ ایک نیک خاتون تھیں۔ رمضان میں باقاعدگی کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتی تھیں اور ختم کرتی تھیں۔ اس کے علاوہ اَور بہت ساری خوبیوں اور نیکیوں کی حامل تھیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

اگلا ذکر رفیع الدین بٹ صاحب کا ہے۔ یہ چھ دسمبر کو بانوے سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مولوی خیر دین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ نے جوانی میں نظامِ وصیت میں شامل ہونے کی توفیق پائی۔ مختلف مقامات پر جماعتی خدمات کا موقع ملا۔ بدوملہی ضلع نارووال کے صدر جماعت اور امیر حلقہ بھی رہے۔ واہ کینٹ جماعت کے صدر بھی رہے۔ اسیر راہ مولیٰ ہونے کا بھی ان کو اعزاز ملا۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور ایک بیٹا شامل ہیں۔ اور ان کے ایک داماد نسیم احمد صاحب نائیجیریا میں بطور مبلغ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان تمام مرحومین کے درجات بلند کرے اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ نماز کے بعد جیسا کہ میں نے کہا ان کے نماز جنازہ غائب ادا کروں گا۔

......☆......☆......☆......

126 واں جلسہ سالانہ قادیان

24، 25 اور 26/دسمبر 2021ء کو منعقد ہوگا، انشاءاللہ!

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 126 ویں جلسہ سالانہ قادیان کیلئے مورخہ 24، 25 اور 26/دسمبر 2021ء (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس جلسہ سالانہ کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعاؤں کی درخواست ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بچہ فطرتِ اسلامی پر پیدا ہوتا ہے

پھر اسکے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں

(یعنی قریبی ماحول سے بچے کا ذہن متاثر ہوتا ہے) (مسلم، کتاب القدر)

طالب دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تھوڑے پر شکر نہیں کرتا

وہ زیادہ پر بھی شکر نہیں کرتا، جو بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا

(مسند احمد بن حنبل، کتاب اول مسند الکوفیین)

طالب دُعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی (صوبہ مہاراشٹرا)

نبیوں کا سردار ﷺ

(از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

فارس کے بادشاہ کے نام خط

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خط فارس کے بادشاہ کی طرف لکھا تھا وہ عبداللہ بن حذافہ کی معرفت بھجوایا گیا تھا اس کے الفاظ یہ تھے:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ مِنۡ مُّحَمَّدٍ رَّسُوۡلِ اللّٰہِ اِلٰی کِسۡرٰی عَظِیۡمِ الۡفَارِس۔ سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الۡھُدٰی۔ وَاٰمَنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ وَشَھِدَ اَنۡ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَاشَرِیۡکَ لَہٗ۔ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَ رَسُوۡلُہٗ وَ اَدۡعُوۡکَ بِدِعَایَۃِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فَاِنِّیۡ اَنَا رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَی النَّاسِ کَافَّۃً۔ لِاُنۡذِرَ مَنۡ کَانَ حَیًّا وَیَحِقَّ الۡقَوۡلُ عَلَی الۡکَافِرِیۡنَ اَسۡلِمۡ تَسۡلَمۡ فَاِنۡ اَبَیۡتَ فَعَلَیۡکَ اِثۡمُ الۡمَجُوۡسِ۔

یعنی اللہ کا نام لے کر جو بے انتہاء کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے یہ خط محمد رسول اللہ نے کسریٰ فارس کے سردار کی طرف لکھا ہے۔ جو شخص کامل ہدایت کی اتباع کرے اور اللہ پر اور اُسکے رسول پر ایمان لائے اور گواہی دے کہ اللہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں اُس پر خدا کی سلامتی ہو۔ اے بادشاہ! میں تجھے خدا کے حکم کے ماتحت اسلام کی طرف بُلاتا ہوں کیونکہ میں تمام انسانوں کی طرف خدا کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں تا کہ ہر زندہ شخص کو میں ہوشیار کردوں اور کافروں پر حجت تمام کردوں۔ تو اسلام قبول کرتا تو ہر ایک فتنہ سے محفوظ رہے اگر تو اس دعوت سے انکار کرے گا تو سب مجوس کا گناہ تیرے ہی سر پر ہوگا۔

عبداللہ بن حذافہؓ کہتے ہیں کہ جب میں کسریٰ کے دربار میں پہنچا تو میں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی جو دی گئی۔ جب میں نے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط کسریٰ کے ہاتھ میں دیا تو اُس نے ترجمان کو پڑھ کر سنانے کا حکم دیا۔ جب ترجمان نے اس کا ترجمہ پڑھ کر سنایا تو کسریٰ نے غصہ سے خط پھاڑ دیا۔ جب عبداللہ بن حذافہ نے یہ خبر آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائی تو آپ نے فرمایا۔ کسریٰ نے جو کچھ ہمارے خط کے ساتھ کیا خدا تعالیٰ اس کی بادشاہت کے ساتھ بھی ایسا ہی کرے گا۔ کسریٰ کی اس حرکت کا باعث یہ تھا کہ عرب کے یہودیوں نے اُن یہودیوں کے ذریعہ سے جو روم کی حکومت سے بھاگ کر ایران کی حکومت میں چلے گئے تھے اور بوجہ رومی حکومت کے خلاف سازشوں میں کسریٰ کا ساتھ دینے کے کسریٰ کے بہت منہ چڑھے ہوئے تھے کسریٰ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بہت بھڑکا رکھا تھا۔ جو شکایتیں وہ کر رہے تھے اس خط نے کسریٰ کے خیال میں اُن کی تصدیق کر دی اور اس نے خیال کیا کہ یہ شخص میری حکومت پر نظر رکھتا ہے۔ چنانچہ اس خط کے معاً بعد کسریٰ نے اپنے یمن کے گورنر کو ایک چٹھی لکھی جس کا مضمون یہ تھا کہ قریش میں سے ایک شخص نبوت کا دعویٰ کر رہا ہے اور اپنے دعووں میں بہت بڑھتا چلا جاتا ہے۔ تُو فوراً اس کی طرف دو آدمی بھیج جو اُس کو پکڑ کر میری خدمت میں حاضر کریں۔ اِس پر باذان نے جو اُس وقت کسریٰ کی طرف سے یمن کا گورنر تھا ایک فوجی افسر اور ایک سوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھجوائے اور ایک خط بھی آپ کی طرف لکھا کہ آپ اس خط کے ملتے ہی فوراً اِن لوگوں کے ساتھ کسریٰ کے دربار میں حاضر ہو جائیں۔ وہ افسر پہلے مکہ کی طرف گیا۔ طائف کے قریب پہنچ کر اُسے معلوم ہوا کہ آپ مدینہ میں رہتے ہیں۔ چنانچہ وہ وہاں سے مدینہ گیا۔ مدینہ پہنچ کر اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کسریٰ نے باذان گورنر یمن کو حکم دیا ہے کہ آپ کو پکڑ کر اُس کی خدمت میں حاضر کیا جائے۔ اگر آپ اس حکم کا انکار کریں گے تو وہ آپ کو بھی ہلاک کر دے گا اور آپ کی قوم کو بھی ہلاک کر دے گا اور آپ کے ملک کو برباد کر دے گا اس لئے آپ ضرور ہمارے ساتھ چلیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی بات سن کر فرمایا۔ اچھا کل پھر تم مجھ سے ملنا۔ رات کو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور خدائے ذوالجلال نے آپ کو خبر دی کہ کسریٰ کی گستاخی کی سزا میں ہم نے اس کے بیٹے کو اُس پر مسلط کر دیا ہے چنانچہ وہ اُسی سال جمادی الاولیٰ کی دسویں تاریخ پیر کے دن اس کو قتل کر دے گا اور بعض روایات میں ہے کہ آپ نے فرمایا آج کی رات اس نے اُسے قتل کر دیا ہے ممکن ہے وہ رات وہی دس جمادی الاولیٰ کی رات ہو۔ جب صبح ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن دونوں کو بلایا اور اُن کو اس پیشگوئی کی خبر دی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باذان کی طرف خط لکھا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ کسریٰ فلاں تاریخ فلاں مہینے قتل کر دیا جائے گا۔ جب یہ خط یمن کے گورنر کو پہنچا تو اس نے کہا اگر یہ سچا نبی ہے تو ایسا ہی ہو جائے گا۔ ورنہ اس کی اور اس کے ملک کی خیر نہیں۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ایران کا ایک جہاز یمن کی بندرگاہ پر آ کر ٹھہرا اور گورنر کو ایران کے بادشاہ کا ایک خط دیا جس کی مہر کو دیکھتے ہوئے یمن کے گورنر نے کہا۔ مدینہ کے نبی نے سچ کہا تھا۔ ایران کی بادشاہت بدل گئی اور اس خط پر ایک اور بادشاہ کی مہر ہے۔ جب اس نے خط کھولا تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ باذان گورنر یمن کی طرف ایران کے کسریٰ شیرویہ کی طرف سے یہ خط لکھا جاتا ہے۔ میں نے اپنے باپ سابق کسریٰ کو قتل کر دیا ہے اس لئے کہ اس نے ملک میں خونریزی کا دروازہ کھول دیا تھا اور ملک کے شرفاء کو قتل کرتا تھا اور رعایا پر ظلم کرتا تھا۔ جب میرا یہ خط تم تک پہنچے تو فوراً تمام افسروں سے میری اطاعت کا اقرار لو اور اس سے پہلے میرے باپ نے جو عرب کے ایک نبی کی گرفتاری کا حکم تم کو بھجوایا تھا اُس کو منسوخ سمجھو۔ یہ خط پڑھ کر باذان اتنا متأثر ہوا کہ اُسی وقت وہ اور اس کے کئی ساتھی اسلام لے آئے اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اسلام کی اطلاع دے دی۔

نجاشی شاہ حبشہ کے نام خط

تیسرا خط آپ نے نجاشی کے نام لکھا جو عمرو بن اُمیہ ضمریؓ کے ہاتھ بھجوایا تھا اس کی عبارت یہ تھی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ مِنۡ مُّحَمَّدٍ رَّسُوۡلِ اللّٰہِ اِلَی النَّجَاشِیِّ مَلِکِ الۡحَبۡشَۃِ سَلِمۡ اَنۡتَ اَمَّا بَعۡدُ فَاِنِّیۡ اَحۡمَدُ اِلَیۡکَ اللّٰہَ الَّذِیۡ لَااِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الۡمَلِکُ الۡقُدُّوۡسُ السَّلَامُ الۡمُؤۡمِنُ الۡمُھَیۡمِنُ۔ وَاَشۡھَدُ اَنَّ عِیۡسَی ابۡنَ مَرۡیَمَ رُوۡحُ اللّٰہِ وَ کَلِمَتُہٗ اَلۡقَاھَا اِلٰی مَرۡیَمَ الۡبَتُوۡلَ وَاِنِّیۡ اَدۡعُوۡکَ اِلَی اللّٰہِ وَحۡدَہٗ لَاشَرِیۡکَ لَہٗ وَالۡمُوَالَاۃَ عَلٰی طَاعَتِہٖ وَاِنۡ تَتَّبِعَنِیۡ وَتُؤۡمِنَ بِالَّذِیۡ جَآءَنِیۡ فَاِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ وَاِنِّیۡ اَدۡعُوۡکَ وَ جُنُوۡدَکَ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَقَدۡ بَلَّغۡتُ وَ نَصَحۡتُ فَاقۡبِلُوۡا نَصِیۡحَتِیۡ سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الۡھُدٰی

یعنی اللہ تعالیٰ کا نام لے کر جو بے انتہاء کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ محمد رسول اللہ نجاشی حبشہ کے بادشاہ کی طرف یہ خط لکھتے ہیں۔ اے بادشاہ! تجھ پر خدا کی سلامتی نازل ہو رہی ہے (چونکہ اس بادشاہ نے مسلمانوں کو پناہ دی تھی اس لئے آپ نے اُس کو خبر دی کہ تیرا یہ فعل خدا کے نزدیک مقبول ہوا ہے اور تو خدا کی حفاظت میں ہے) میں اس خدا کی حمد تیرے سامنے بیان کرتا ہوں جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں جو حقیقی بادشاہ ہے، جو تمام پاکیزگیوں کا جامع ہے جو ہر عیب سے پاک ہے اور ہر نقص سے پاک کرنے والا ہے، جو اپنے بندوں کے لئے امن کے سامان پیدا کرتا ہے اور اپنی مخلوق کی حفاظت کرتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰ بن مریم اللہ تعالیٰ کے کلام کو دنیا میں پھیلانے والے تھے اور خدا تعالیٰ کے ان وعدوں کو پورا کرنے والے تھے جو خدا تعالیٰ نے مریم سے جس نے اپنی زندگی خدا کے لئے وقف کر دی تھی پہلے سے کئے ہوئے تھے اور میں تجھے خدائے وحدہٗ لاشریک سے تعلق پیدا کرنے اور اُس کی اطاعت پر باہمی معاہدہ کرنے کی دعوت دیتا ہوں اور تجھے اس بات کی میں دعوت دیتا ہوں کہ تو میری اتباع کرے اور اُس خدا پر ایمان لائے جس نے مجھے ظاہر کیا ہے کیونکہ میں اُس کا رسول ہوں اور میں تجھے دعوت دیتا ہوں اور تیرے لشکروں کو بھی خدائے عزوجل کے دین میں شامل ہونے کی دعوت دیتا ہوں۔ میں نے اپنی ذمہ داری کو ادا کر دیا ہے اور خدا کا پیغام تجھ تک پہنچا دیا ہے اور اخلاص سے تم پر حقیقت کھول دی ہے پس میرے اخلاص کی قدر کرو اور ہر شخص جو خدا تعالیٰ کی ہدایت کی اتباع کرتا ہے اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے سلامتی نازل ہوتی ہے۔

جب یہ خط نجاشی کو پہنچا تو اُس نے بڑے ادب سے اس خط کو اپنی آنکھوں سے لگایا اور تخت سے نیچے اُتر کر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ ہاتھی دانت کا ایک ڈبہ لاؤ۔ چنانچہ ایک ڈبہ لایا گیا اُس نے وہ خط ادب کے ساتھ اُس ڈبہ میں رکھ دیا اور کہا کہ جب تک یہ خط محفوظ رہے گا حبشہ کی حکومت بھی محفوظ رہے گی۔ چنانچہ نجاشی کا یہ خیال درست ثابت ہوا ایک ہزار سال تک اسلام ساری دنیا پر سمندر کی لہروں کی طرح اُٹھتا ہوا پھیلتا چلا گیا لیکن حبشہ کے دائیں سے بھی اسلامی لشکر نکل گئے اور حبشہ کے بائیں سے بھی اسلامی لشکر نکل گئے۔ مگر اس احسان کی وجہ سے جو حبشہ کے بادشاہ نے ابتدائی اسلامی مہاجرین کے ساتھ کیا تھا اور اس احترام کی وجہ سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کا نجاشی نے کیا تھا اُنہوں نے حبشہ کی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ قیصر جیسے بادشاہ کی حکومت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ کسریٰ جیسے بادشاہ کی حکومت کا نام ونشان مٹ گیا۔ چین اور ہندوستان کی شہنشاہیاں تہہ و بالا کر دی گئیں مگر حبشہ کی ایک چھوٹی سے حکومت محفوظ رکھی گئی اس لئے کہ اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی ساتھیوں کے ساتھ ایک احسان اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کا ادب اور احترام کیا تھا۔ یہ تو وہ سلوک تھا جو ایک ادنیٰ سے احسان کے بدلہ میں حبشہ والوں سے مسلمانوں نے کیا۔ مگر عیسائی اقوام نے جو ایک گال پر تھپڑ کھا کر دوسرا بھی پھیر دینے کی مدعی ہیں اپنے ہم مذہب اور ہم طریقہ بادشاہ حبشہ اور اس کی قوم کے ساتھ جو سلوک اِن دنوں کیا ہے وہ بھی دنیا کے سامنے ظاہر ہے۔ کس طرح حبشہ کے شہروں کو بمباری سے اُڑا دیا گیا اور بادشاہ اور اُس کی محترم ملکہ اور اُس کے بچوں کو اپنا ملک چھوڑ کر غیر ملکوں میں سالہا سال پناہ لینی پڑی۔ کیا حبشہ سے یہ دو قسم کا سلوک ایک مسلمانوں کا ایک عیسائیوں کا اُس قوت قدسیہ کو ثابت نہیں کرتا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی اور جو آج تک بھی کہ مسلمان بہت کچھ دین سے دور جا چکے ہیں اُن کے خیالات کو نیکی اور احسان مندی کی طرف مائل رکھتی ہے۔ (باقی آئندہ)

(نبیوں کا سردارؐ صفحہ 180 تا 185 مطبوعہ قادیان 2014ء)

......☆......☆......☆......

شعبہ نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کرکے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کرسکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(188) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب تیرنا اور سواری خوب جانتے تھے اور سنایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ بچپن میں مَیں ڈوب چلا تھا تو ایک اجنبی بڈھے سے شخص نے مجھے نکالا تھا اس شخص کو میں نے اس سے قبل یا بعد کبھی نہیں دیکھا۔ نیز فرماتے تھے کہ میں ایک دفعہ ایک گھوڑے پر سوار ہوا۔ اس نے شوخی کی اور بے قابو ہو گیا۔ میں نے بہت روکنا چاہا مگر وہ شرارت پر آمادہ تھا نہ رکا۔ چنانچہ وہ اپنے پورے زور میں ایک درخت یا دیوار کی طرف بھاگا۔ (اَلشَّكُّ مِنِّی) اور پھر اس زور کے ساتھ اس سے ٹکرایا کہ اسکا سر پھٹ گیا اور وہ وہیں مر گیا مگر مجھے اللہ تعالیٰ نے بچا لیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب بہت نصیحت کیا کرتے تھے کہ سرکش اور شریر گھوڑے پر ہرگز نہیں چڑھنا چاہئے اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اس گھوڑے کا مجھے مارنے کا ارادہ تھا۔ مگر میں ایک طرف گر کر بچ گیا اور وہ مر گیا۔

(189) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم.اے کہ والد صاحب باہر چوبارے میں رہتے تھے۔ وہیں اُن کیلئے کھانا جاتا تھا اور جس قسم کا کھانا بھی ہوتا تھا کھا لیتے تھے۔ کبھی کچھ نہیں کہتے تھے۔

(190) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم.اے کہ والد صاحب تین کتابیں بہت کثرت کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ یعنی قرآن مجید، مثنوی رومی اور دلائل الخیرات اور کچھ نوٹ بھی لیا کرتے تھے اور قرآن شریف بہت کثرت سے پڑھا کرتے تھے۔

(191) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم.اے کہ والد صاحب میاں عبداللہ صاحب غزنوی اور سماں والے فقیر سے ملنے کیلئے کبھی کبھی جایا کرتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کی ملاقات کا ذکر حضرت صاحب نے اپنی تحریرات میں کیا ہے اور سماں والے فقیر کے متعلق شیخ یعقوب علی صاحب نے لکھا ہے کہ اُن کا نام میاں شرف دین صاحب تھا اور وہ موضع سُم نزد طالب پور ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے۔ سُم میں پانی کا ایک چشمہ ہے اور غالباً اسی وجہ سے وہ سُم کہلاتا ہے۔

(192) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم.اے، کہ دادا صاحب ہمارے تایا مرزا غلام قادر صاحب کو کرسی دیتے تھے۔ یعنی جب وہ دادا صاحب کے پاس جاتے تو وہ ان کو کرسی پر بٹھاتے تھے لیکن والد صاحب جا کر خود ہی نیچے صف کے اوپر بیٹھ جاتے تھے۔ کبھی دادا صاحب ان کو اوپر بیٹھنے کو کہتے تو والد صاحب کہتے کہ میں اچھا بیٹھا ہوں۔

(193) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم.اے، کہ والد صاحب کا دستور تھا کہ سارا دن الگ بیٹھے پڑھتے رہتے تھے۔ اور ارد گرد کتابوں کا ڈھیر لگا رہتا تھا۔ شام کو پہاڑی دروازے یعنی شمال کی طرف یا مشرق کی طرف سیر کرنے جایا کرتے تھے۔

(194) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم.اے، کہ والد صاحب اردو اور فارسی کے شعر کہا کرتے تھے اور فرخ تخلص کرتے تھے۔

(195) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم.اے، کہ والد صاحب دادا صاحب کی کمال تابعداری کرتے تھے۔ افسروں وغیرہ کے ملنے کو خود طبیعت ناپسند کرتی تھی لیکن دادا صاحب کے حکم سے کبھی کبھی چلے جاتے تھے۔

(196) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے مولوی رحیم بخش صاحب ایم.اے نے، کہ میں نے مرزا سلطان احمد صاحب سے پوچھا کہ حضرت صاحب کے ابتدائی حالات اور عادات کے متعلق آپ کو جو علم ہو وہ بتائیں تو انہوں نے جواب دیا کہ والد صاحب ہر وقت دین کے کام میں لگے رہتے تھے۔ گھر والے اُن پر پورا اعتماد کرتے تھے۔ گاؤں والوں کو بھی اُن پر پورا اعتبار تھا۔ شریک جو ویسے مخالف تھے۔ اُنکی نیکی کے اتنے قائل تھے کہ جھگڑوں میں کہہ دیتے تھے کہ جو کچھ یہ کہہ دیں گے ہم کو منظور ہے۔ ہر شخص اُن کو امین جانتا تھا۔ مولوی صاحب کہتے ہیں میں نے پوچھا کہ کچھ اور بتائیے۔ مرزا صاحب نے کہا اور بس یہی ہے کہ والد صاحب نے اپنی عمر ایک مغل کے طور پر نہیں گزاری بلکہ فقیر کے طور پر گزاری۔ اور مرزا صاحب نے اسے بار بار دہرایا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ میں نے دریافت کیا کہ کیا حضرت صاحب کبھی کسی پر ناراض بھی ہوتے تھے؟ مرزا صاحب نے جواب دیا کہ اُن کی ناراضگی بھی صرف دینی معاملات میں ہوتی تھی۔ بعض اوقات مجھے نماز کیلئے کہا کرتے تھے مگر میں نماز کے پاس تک نہ جاتا تھا۔ ہاں ایک بات میں نے خاص طور پر دیکھی ہے کہ حضرت صاحب (یعنی آنحضرت ﷺ) کے متعلق والد صاحب ذرا سی بات بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی شان میں ذرا سی بات بھی کہتا تھا تو والد صاحب کا چہرہ سرخ ہو جاتا تھا اور آنکھیں متغیر ہو جاتی تھیں اور فوراً ایسی مجلس سے اُٹھ کر چلے جاتے تھے۔ مولوی صاحب نے بیان کیا کہ مرزا صاحب نے اس مضمون کو بار بار دہرایا اور کہا کہ حضرتؑ صاحب سے تو بس والد صاحب کو عشق تھا۔ ایسا عشق میں نے کبھی کسی شخص میں نہیں دیکھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے حضرت خلیفہ ثانی بیان کرتے تھے کہ جب دسمبر 1907ء میں آریوں نے وچھو والی لاہور میں جلسہ کیا اور دوسروں کو بھی دعوت دی تو حضرت صاحب نے بھی ان کی درخواست پر ایک مضمون لکھ کر حضرت مولوی صاحب خلیفہ اوّل کی امارت میں اپنی جماعت کے چند آدمیوں کو لاہور شرکت کیلئے بھیجا۔ مگر آریوں نے خلاف وعدہ اپنے مضمون میں آنحضرت ﷺ کے متعلق سخت بدزبانی سے کام لیا۔ اسکی رپورٹ جب حضرت صاحب کو پہنچی تو حضرت صاحب اپنی جماعت پر سخت ناراض ہوئے کہ ہماری جماعت کے لوگ اس مجلس سے کیوں نہ اُٹھ آئے اور فرمایا کہ یہ پرلے درجہ کی بے غیرتی ہے کہ آنحضرت ﷺ کو ایک مجلس میں برا کہا جاوے اور ایک مسلمان وہاں بیٹھا رہے اور غصہ سے آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور آپ سخت ناراض ہوئے کہ کیوں ہمارے آدمیوں نے غیرت دینی سے کام نہ لیا۔ جب انہوں نے بدزبانی شروع کی تھی تو فوراً اس مجلس سے اُٹھ آنا چاہئے تھا۔ اور حضرت خلیفہ ثانی بیان کرتے تھے کہ میں اس وقت اٹھنے بھی لگا تھا مگر پھر مولوی صاحب کی وجہ سے ٹھہر گیا اور حافظ روشن علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت صاحب ناراض ہو رہے تھے تو آپ نے مجھ سے کہا کہ حافظ صاحب وہ کیا آیت ہے کہ جب خدا کی آیات سے ٹھٹھا ہو تو اس مجلس میں نہ بیٹھو اس پر میں نے حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ (النساء: 141) والی آیت پڑھ کر سنائی اور حافظ صاحب کہتے ہیں کہ اس وقت حضرت مولوی صاحب سر نیچے ڈالے بیٹھے تھے۔

(200) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم.اے، کہ ایک دفعہ والد صاحب سخت بیمار ہو گئے اور حالت نازک ہو گئی اور حکیموں نے نا امیدی کا اظہار کر دیا اور نبض بھی بند ہو گئی مگر زبان جاری رہی۔ والد صاحب نے کہا کہ کیچڑ لا کر میرے اوپر اور نیچے رکھو چنانچہ ایسا کیا گیا اور اس سے حالت روبہ اصلاح ہو گئی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا ہے کہ یہ مرض قولنج زحیری کا تھا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھایا تھا کہ پانی اور ریت منگوا کر بدن پر ملی جاوے۔ سو ایسا کیا گیا تو حالت اچھی ہو گئی۔ مرزا سلطان احمد صاحب کو ریت کے متعلق ذہول ہو گیا ہے۔

(201) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ حضرت صاحب ایک دفعہ غیر معمولی طور پر غرب کی طرف سیر کو گئے تو راستے سے ہٹ کر عید گاہ والے قبرستان میں تشریف لے گئے اور پھر آپ نے قبرستان کے جنوب کی طرف کھڑے ہو کر دیر تک دعا فرمائی۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ کیا آپ نے کوئی خاص قبر سامنے رکھی تھی؟ مولوی صاحب نے کہا میں نے ایسا نہیں خیال کیا اور میں نے اس وقت دل میں یہ سمجھا تھا کہ چونکہ اس قبرستان میں حضرت صاحب کے رشتہ داروں کی قبریں ہیں اسلئے حضرت صاحب نے دعا کی ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ شیخ یعقوب علی صاحب نے لکھا ہے کہ وہاں ایک دفعہ حضرت صاحب نے اپنی والدہ صاحبہ کی قبر پر دعا کی تھی۔ مولوی صاحب نے یہ بھی بیان کیا کہ جب حضرت صاحب کی لڑکی امۃ النصیر فوت ہوئی تو حضرت صاحب اسے اسی قبرستان میں دفنانے کیلئے لے گئے تھے اور آپ خود اسے اُٹھا کر قبر کے پاس لے گئے۔ کسی نے آگے بڑھ کر حضور سے لڑکی کو لینا چاہا مگر آپ نے فرمایا کہ میں خود لے جاؤں گا اور حافظ روشن علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس وقت حضرت صاحب نے وہاں اپنے کسی بزرگ کی قبر بھی دکھائی تھی۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، مطبوعہ قادیان 2008)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ماں کی بھی اور باپ کی بھی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ
بچوں کی اصلاح کیلئے، ان کی تربیت کیلئے مستقل اللہ تعالیٰ سے
اپنی اولاد کی بہتری کیلئے دعا مانگتے رہیں اور اپنے نمونے اولاد کیلئے قائم کریں
(خطبہ جمعہ فرمودہ 14 جولائی 2017ء)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

اولاد کو دین سکھانے اور دین سے منسلک رکھنے کیلئے، ان کی دینی تربیت کی طرف کم از کم
اتنی کوشش تو انسان کی ہو جتنی دنیاوی کوششیں ہوتی ہیں، دنیا کی طرف زیادہ کوشش ہوتی
ہے اور دین کی طرف بہت کم کوشش، اسی وجہ سے پھر بعض لوگوں کو ابتلاء بھی آتے ہیں
(خطبہ جمعہ فرمودہ 14 جولائی 2017ء)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

ایک تبلیغ کرنے والے کی یہ خصوصیت ہونی چاہئے کہ وہ صالح عمل کرے اور کامل فرمانبرداری کا نمونہ دکھائے

صالح عمل وہ کام ہے جو صحیح بھی ہو، جائز بھی ہو اور موقع و محل کے مطابق بھی ہو

ہر دیکھنے والے کو نظر آئے کہ احمدی نوجوان اپنے دین کے بارہ میں جو کہتا ہے اس پر عمل کر کے بھی دکھاتا ہے

خدام الاحمدیہ کو ایسے پروگرام تشکیل دینے چاہئیں جو نوجوانوں کو تعمیری کاموں میں مصروف رکھیں

ہمیشہ یاد رکھیں کہ نوجوان ہی ہیں جو قوموں کی حفاظت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں

آئندہ ہماری ترقی، خاص طور پر ان مغربی ممالک میں، تعلیمی میدان میں آگے بڑھنے پر منحصر ہے، احمدی طلباء کو چاہئے کہ ریسرچ، سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں آگے آئیں

مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے 36ویں سالانہ اجتماع کے موقع پر 5؍اکتوبر 2008ء کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔
وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (حٰمٓ سجدۃ: 34)

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ اور بات کہنے میں اُس سے بہتر کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجا لائے اور کہے کہ میں یقیناً کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں تبلیغ کی طرف، اپنے پیغام کی طرف بُلانے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ لیکن تبلیغ کرنے والے کی ایک خصوصیت یہ ہونی چاہئے کہ وہ صالح عمل کرے اور کامل فرمانبرداری کا نمونہ دکھائے۔ یہاں صالح عمل، کامل فرمانبرداری سے پہلے رکھ کر یہ بتایا کہ عمل صالح ہوگا تو فرمانبرداری کامِل ہوگی۔ ورنہ صرف ایک دعویٰ ہوگا کہ ہم فرمانبردار ہیں۔ پس جاننا چاہئے کہ بغیر عمل کے فرمانبرداری کا دعویٰ ایک کھوکھلا دعویٰ ہے۔ صالح عمل وہ عمل ہے، وہ کام ہے جو صحیح بھی ہو، جائز بھی ہو اور موقع کے مطابق بھی ہو۔ پس جب ایک انسان کوشش کر کے ایسے کام کرنے والا بن جاتا ہے جس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کا مکمل خیال رکھا گیا ہو تو ایسا عمل کرنے والا باعمل انسان کہلاتا ہے اور ایسے عمل کرنے والے جب خدا تعالیٰ کے پیغام کو دوسروں تک پہنچاتے ہیں تو اُن کے پیغام کو وُقعت دی جاتی ہے۔ اُن کو دوسرے سنتے بھی ہیں۔

صالح عمل کی ایک مثال دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ایک حکم ہے کہ نماز پڑھو اور پانچ وقت نمازیں فرض کی گئی ہیں اور وقتِ مقررہ پر فرض کی گئی ہیں۔ لیکن بعض مواقع پر اس اہم فریضے سے زیادہ بندوں کے حقوق ادا کرنے کو اہمیت دی گئی ہے اور یہ فرض پیچھے چلا جاتا ہے۔ مثلاً اگر ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور اس دوران اگر اُسے کوئی مدد کیلئے پکارے۔ گھر میں نماز پڑھ رہا ہو یا کسی کام کی جگہ پر، یا مسجدوں کے علاوہ کسی کھلی جگہ نماز پڑھ رہا ہے تو بعض دفعہ ایسا موقع آجاتا ہے کہ دوسرے مدد کیلئے پکارتے ہیں۔ احسن عمل یہ ہے کہ فوری طور پر اُسکی مدد کی جائے۔ نماز توڑ دی جائے۔ اُس کو خطرے سے باہر نکالا جائے اور پھر بعد میں نماز کو پورا کرلیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان باتوں کا اس حد تک اور اس باریکی سے خیال رکھتے تھے کہ آپؐ فرماتے ہیں کہ اگر مجھے نماز پڑھاتے ہوئے کسی بچے کے رونے کی آواز آجائے تو مَیں اس خیال سے کہ اس کو یا اس کی ماں کو تکلیف یا پریشانی ہوگی نماز کو مختصر کر دیتا ہوں، چھوٹی کر دیتا ہوں۔ (صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب من اخف الصلوٰۃ عند بکاء الصبی، حدیث نمبر 709)

اس بات سے جہاں آپ کا انسانیت کیلئے ذرا سی بھی بات پر پریشان ہونے کا اظہار ہوتا ہے وہاں آج کل کے بعض نام نہاد لوگوں کی اس بات کی بھی نفی ہوتی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ہم تو نماز میں اتنے محو ہوجاتے ہیں کہ ہمیں پتہ بھی نہیں لگتا کہ ہمارے دائیں اور بائیں کیا ہو رہا ہے۔ ایسے بزرگ تو لوگوں کے خود ساختہ ہوتے ہیں۔ لیکن جو حقیقی بزرگ ہوتے ہیں اُن کے بارے میں بھی غلط روایات قائم کر لی جاتی ہیں۔ کہتے ہیں ایسا ولی اللہ ہے، ایسا پہنچا ہوا ہے کہ جب عبادت میں مصروف ہو تو اُس کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے اور وہ کہاں ہے۔ بلکہ بعضوں نے تو یہ کہانیاں بھی بنائی ہوئی ہیں کہ بعض لوگ نماز کے دوران اِس قدر محو ہوتے ہیں کہ ایک بزرگ کے پاؤں پر بچھو نے ڈنک مار دیا تو اس کو پتہ ہی نہیں لگا کہ کیا ہوگیا ہے۔ ہاں بعض دفعہ انسان کی ایسی کیفیت ہوجاتی ہے کہ وہ ایسی انتہائی صورت میں چلا جاتا ہے کہ جہاں اسے کچھ ہوش نہیں رہتی لیکن ہر وقت اور ہر ایک کی یہ حالت نہیں ہوتی اور نہ ہوسکتی ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (جن سے اللہ تعالیٰ کے تعلق کے مقابلے پر کسی کا تعلق باللہ اور تبتل الی اللہ اور فانی فی اللہ ہونا لایا ہی نہیں جاسکتا) فرماتے ہیں کہ مجھے نماز میں بچے کے رونے اور بے چین ہونے کی آواز اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہے اور میں نماز چھوٹی کر لیتا ہوں۔ معلوم نہیں کہ باقی لوگ پتہ نہ لگنے یا اتنی محویت کا کس طرح دعویٰ کر سکتے ہیں؟ پس اصل اسوہ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جسکی ایک چھوٹی سی مثال مَیں نے دی ہے۔ جبکہ دنیا میں اسکے برعکس قصے مشہور ہیں۔ بعض دفعہ بزرگوں کے قصّے سُنائے جاتے ہیں۔ بعض مجھے لکھ بھی دیتے ہیں۔ اس لئے میں نے اصلاح کی خاطر یہ بات بیان کر دی ہے۔

بہرحال مَیں یہ کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے دین کا پیغام پہنچانے کیلئے وہی کامیاب ہوگا جو اعمال صالحہ بجا لانے والا ہوگا اور کامل فرمانبردار ہوگا۔ خدام الاحمدیہ کے عہد میں ہم اسلام اور احمدیت کی خاطر جان، مال، وقت اور عزّت کو قربان کرنے کیلئے دعویٰ کرتے ہیں اور پھر اس سال 27 مئی کو خلافت جوبلی کے دن مَیں نے ایک عہد بھی لیا تھا کہ ہم سب اسلام احمدیت کی اشاعت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچائیں گے اور اس کیلئے ہر کوشش کریں گے اور خلافت کی حفاظت اور استحکام کیلئے آخری وقت تک جدوجہد کرتے رہیں گے۔ جس طرح مجھے اس عہد کو پورا کرنے کیلئے مختلف جگہوں سے، یہاں سے بھی اور دنیا کے دوسرے ممالک سے بھی، عورتوں کی طرف سے بھی، مردوں کی طرف سے بھی اور نوجوانوں کی طرف سے بھی دعا کیلئے خط آرہے ہیں اس سے یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی ایک بڑی تعداد کو اس بات کا احساس ہے اور اس بات کا احساس اپنے دل میں قائم رکھے ہوئے ہے کہ ہم نے اپنا عہد نبھانا ہے۔ اور اس کیلئے خود بھی دُعا کرتے ہیں، کوشش کرتے ہیں اور مجھے بھی لکھتے ہیں۔ لیکن اس کیلئے ہم میں سے ہر ایک کو اپنے اعمال کی طرف نظر کرنی ہوگی۔ ایک مثال میں نے دی تھی کہ عمل صالح کیا ہوتا ہے۔ لیکن اعمال صالحہ کی ایک لمبی فہرست ہے جو خدا تعالیٰ نے اوامر کی صورت میں قرآن کریم میں ہمیں دی ہے کہ یہ کرو تو یہ نیک عمل ہوں گے اور ان چیزوں کو نہیں کرنا کیونکہ یہ نیک اعمال نہیں ہیں۔ پس اسکی اہمیت کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں۔ ان احکامات کی تلاش کریں اور ان پر عمل کریں۔

میری نماز والی مثال سے کوئی بہانہ جُو یہ نتیجہ نہ نکال لے کہ اگر ہم انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں تو ہماری نمازیں معاف ہوگئیں۔ بے شک بندوں کے حقوق ادا کرنا بھی عبادت ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنا ایک بہت بڑا فرض ہے اور عبادت ہے۔ اِس کیلئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ جو مثال مَیں نے دی تھی اُس میں جیسا کہ مَیں نے بتایا تھا یہ تعلیم ہے کہ ضرورت مند کی فوری ضرورت پوری کر کے اور تکلیف دور کر کے پھر اپنے حقیقی فرض کی طرف لوٹ آؤ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اور انسان کی پیدائش کا مقصد بھی یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق اس کی عبادت کی جائے۔ اور یہی حقیقی کامیابی کا راز ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک مومن اس بات کا اعلان کرے کہ مَیں کامل فرمانبردار ہوں۔ اور فرمانبرداری تب کامل ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات پر عمل کیا جائے۔ اور ان احکامات کے بارہ میں ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ پانچ صد ہیں دوسری جگہ فرمایا سات صد ہیں۔ بہرحال سینکڑوں میں ہیں۔

پس یہ ایک اُصولی بات ہے جو اللہ تعالیٰ نے تبلیغ کے سلسلے میں بیان فرمائی ہے کہ تم تبلیغ صحیح طور پر اس صورت میں کر سکتے ہو، اللہ تعالیٰ کا پیغام صحیح صورت میں اس وقت پہنچا سکتے ہو جب تمہارے اپنے نمونے بھی ایسے ہوں جو تمہاری ذات میں تمہارے دین کی صحیح تصویر ظاہر کر رہے ہوں۔ ہر دیکھنے والے غیر کو نظر آئے کہ ہاں یہ احمدی نوجوان ہے۔ ایسا ہے کہ یہ اپنے دین کے بارے میں جو کہتا ہے اُس پر عمل کر کے بھی دکھاتا ہے۔ اس زمانے میں جبکہ مذہب پر مختلف قسم کی تنقید کی جاتی ہے آپ نے ثابت کرنا ہے کہ اسلام ایسا دین نہیں ہے جس پر عمل نہ کیا جاسکے۔ مثلاً کسی سے اگر کوئی تکلیف پہنچے یا لڑائی ہوجائے، کوئی چپیڑ مار دے، مُکّا مار دے تو اتنا مغلوب الغضب نہیں ہوجانا چاہئے کہ اس کے بعد دل میں کینہ بھر لیا جائے اور جب تک اپنے گروپ کے لڑکے اکٹھے کر کے دوسرے فریق کی اچھی طرح پٹائی نہ کر دو چین نہ آئے۔ یا ذرا ذرا سی بات پر اور اپنی جوانی کے جوش میں چاقو چُھریاں اور پستول نکال لئے جائیں۔ اس طرح کی رَو آج کل یہاں بھی عام چل نکلی ہے۔ نوجوانوں نے سکولوں میں چاقو اور دوسرے ہتھیار لانے شروع کر دیئے ہیں۔ کسی سے ذرا سا بھی اختلاف ہوجائے تو گروپ بندی کر کے لڑائیاں ہوجاتی ہیں جس کے نتیجہ میں ایک دوسرے کو شدید زخمی کر دیتے ہیں۔ بعض کی اموات بھی ہوگئیں۔ اور اب اس کی وجہ سے ایک شور پڑ گیا ہے اور پابندیاں لگ رہی ہیں۔ اس طرح کے بدلے لینے سے بھی اسلام نے منع کیا ہے اور بے جا عفو سے بھی کہ مثلاً اگر کوئی تمہارے ایک گال پر چپیڑ مارے تو دوسرا بھی آگے کر دو۔ یہ تعلیم فطرت کے خلاف ہے۔ اس پر تو خود بائبل کو ماننے والے (جن کی

یہ تعلیم ہے) وہ بھی عمل نہیں کرتے اور نہ کر سکتے ہیں۔ اسلام میانہ روی یا درمیانی راستے کو اختیار کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ اسلام کا مقصد معاشرے کی اصلاح ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر کسی غلط حرکت پر سزا دینے سے دوسرے کی اصلاح ہوسکتی ہو تو سزا دو۔ اگر معاف کرنے سے اصلاح ہوسکتی ہے تو معاف کر دو۔ لیکن سزا دینے کی صورت میں بھی یہ امر تمہارے پیش نظر رہے کہ تم نے معاشرے کا امن برباد کرنے کیلئے کبھی قانون ہاتھ میں نہیں لینا۔ ذرا ذرا سی بات پر لڑائیاں نہیں کرنی۔ اگر تمہیں کسی سے مسلسل تکلیف پہنچ رہی ہے تو قانون کا سہارا لو۔ اگر تم نے خود بدلے لینے شروع کر دیئے تو پھر لڑائیوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ چل نکلے گا۔ یہاں بعض دفعہ یہ ہوتا ہے (کئی معاملات میرے سامنے بھی آتے ہیں) کہ یہاں کے مقامی لوگوں سے لڑائیاں کیں، بدلے لینے شروع کر دیئے اور پولیس نے پھر اُن کا ساتھ دیا۔ جس کے نتیجہ میں یہ گرفتار ہوئے اور جیل میں چلے گئے۔ اسی طرح بعض ایسے ہیں جو یہاں اسائلم کیلئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب اُن کے کیس خراب ہوجاتے ہیں تو ایسی صورت میں انہیں صبر اور حوصلہ دکھانا انتہائی ضروری ہے۔ اگر صبر اور حوصلہ نہیں ہوگا اور بدلے لینے شروع کئے تو ہم امن کے علمبردار، معاشرے میں امن قائم کرنے والے اور اس کی اصلاح کرنے والے کہلانے کی بجائے اس کا امن تباہ کرنے والے کہلائیں گے اور پھر کبھی بھی وہ نیک کام جس کا ہم نے عہد کیا ہوا ہے اور جس کو اس ملک کے ہر فرد تک پہنچانا ہماری ذمہ داری ہے پورا نہیں کر سکیں گے اور لوگ کہیں گے کہ یہ تو سارے ہی ایسے ہیں۔ اپنے عمل اچھے نہیں ہوں گے تو جس کسی کو بھی آپ تبلیغ کریں گے اُسکا یہی سوال ہوگا کہ تمہارے دین نے تمہارے اندر کیا تبدیلی پیدا کی ہے۔ وہ کونسی خوبی ہے یا زائد بات ہے جو ہمارے اندر نہیں ہے۔

پس آج یہ وقت کی ضرورت ہے کہ ہر احمدی نوجوان اس بات کی طرف توجہ دے کہ میں اسلام اور احمدیت کیلئے کیا کر سکتا ہوں۔ کونسی ایسی خدمت کر سکتا ہوں جس سے میں اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے والا بن سکوں اور اپنے کئے ہوئے عہد کو پورا کرنے والا بن سکوں۔ اپنے اعمال میں نیک تبدیلی پیدا کر کے دوسروں کی توجہ حاصل کرنے والا بن جاؤں تاکہ اپنے ماحول کے نیک فطرت لوگوں کو اسلام کی خوبصورت تعلیم سے روشناس کرا سکوں۔ پس عمل صالح جہاں آپ کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بنائے گا وہاں اپنے اندر پاک تبدیلی کا میدان بھی کھولے گا۔

جیسا کہ مَیں نے کہا ہے قرآن کریم میں نیک کاموں کی ایک لمبی فہرست ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ امانت کا حق ادا کرو۔ اب امانت کی بھی کئی قسمیں ہیں۔ ایک وہ مادّی شکل کی امانت ہے جو روپیہ پیسہ یا کسی اور چیز کی صورت میں آپ کے سپرد کی جاتی ہے۔ جب امانت رکھوانے والا اس کا مطالبہ کرے تو فوری طور پر اُسے واپس کرو۔ آج اور کل کرتے ہوئے نہ لوٹانے کے بہانے تلاش نہ کرو۔

پھر ایک امانت آپ کے پاس آپ کے دین کی صورت میں ہے۔ اُس کا حق کس طرح ادا کرنا ہے؟ اس کیلئے جیسا کہ مَیں نے کہا ہے آپ نے عبادت، نمازوں، مالی قربانی، وقت کی قربانی کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے فرائض اپنی پوری استعدادوں کے مطابق ادا کرنے ہیں۔ نمازیں ہیں تو وقت پر ادا کرنی ہیں۔ مالی قربانی ہے تو اپنے وقت پر صحیح شرح کے مطابق کرنی ہے۔ پھر ایک طالب علم ہے۔ اُسکے پاس یہ امانت ہے کہ وہ اپنے وقت کو صحیح مصرف میں لاکر اپنی تعلیم کیلئے وقت دے۔ ایک احمدی طالب علم کو بطورِ خاص اس امانت کا صحیح حق ادا کرنے کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ یہاں جامعہ بھی ہے اور میرے سامنے جامعہ احمدیہ کے کئی طلباء بیٹھے بھی ہیں۔ وہ بھی اپنی تعلیم کی طرف توجہ دیں۔ اس وقت انکی تعلیم ان کی ہر دوسری Activity یا مصروفیت سے زیادہ اہم ہے۔ اگر وہ خود اس طرف توجہ نہیں دے رہے تو دوسروں کو کس طرح نصیحت کر سکتے ہیں؟ پس ہر ایک کا امانت کی ادائیگی کا اپنا اپنا دائرہ ہے۔ کاروباری آدمی کا بھی ایک دائرہ ہے۔ ملازم پیشہ کا بھی ایک دائرہ ہے۔ طالب علم کا بھی ایک دائرہ ہے۔ دوسرے کام کرنے والوں کا بھی ایک دائرہ ہے۔ جب تک ہر ایک احمدی اپنے اپنے دائرے میں اپنی امانتوں کی طرف توجہ نہیں دے گا اس وقت تک اس کا عمل، عملِ صالح نہیں کہلا سکتا۔ نہ ہی اُسکی فرمانبرداری کامل فرمانبرداری ہوسکتی ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ امانتیں ادا کرو۔ اسی طرح مثلاً اب آپ کی شوریٰ ہونی ہے۔ جو شوریٰ کے ممبران ہیں اس دوران اگر دیانتداری سے ہر کام میں مشورہ نہیں دیں گے اور صرف اپنے دوستوں کے حق میں رائے دیں گے تو یہ بھی امانت کا صحیح طور پر حق ادا کرنا نہیں ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ایک حکم ہے کہ عاجزی اختیار کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کو غرور اور تکبر پسند نہیں ہے۔ کسی کو اپنے علم پر تکبّر نہیں ہونا چاہئے۔ یہ عاجزی ہی ہے جو انسان کو خدا تعالیٰ کے قریب کرتی ہے۔ پھر حسنِ ظن ہے۔ بہت سے دوستوں کے آپس کے تعلقات اس لئے خراب ہوجاتے ہیں کہ بدظنی راہ پانے لگتی ہے۔

پھر آج کل کی ایک اور بہت بڑی بیماری ہے جو یہاں کے معاشرے کے زیر اثر دکھائی دے رہی ہے اور جس کی طرف توجہ دینی چاہئے مگر نہیں دی جاتی۔ وہ ہے غضِّ بصر کا نہ ہونا۔ اپنی آنکھوں کو ہر بری چیز دیکھنے سے بچانا۔ اس معاشرے میں غضِّ بصر صرف یہی نہیں ہے کہ راہ چلتی ہوئی لڑکیوں اور عورتوں کو نہیں دیکھنا بلکہ مختلف قسم کے ٹی وی یا انٹرنیٹ کے پروگرام بھی ہیں جو اس قابل نہیں ہوتے کہ انہیں دیکھا جائے۔ لیکن بعض لوگ ایسے پروگرام دیکھنے کو بُرا نہیں سمجھتے۔ مجھے کئی نوجوانوں کی شکایات ان کے عزیزوں یا بیویوں کی طرف سے مل جاتی ہیں جو شروع میں تو اچھے بھلے ہوتے ہیں۔ اچانک ان کو ایسے بیہودہ پروگراموں کی لَت پڑ جاتی ہے اور بس پھر ایسے Addict ہوتے ہیں کہ سارا دن پھر اُسی میں بیٹھے رہتے ہیں یا ساری ساری رات اُسی کیلئے بیٹھے رہتے ہیں اور برائیوں کے گڑھے میں گرتے چلے جاتے ہیں۔ اس لئے خدام الاحمدیہ کی تنظیم کو بھی ایسے پروگرام بنانے چاہئیں کہ جس سے وہ اپنے ممبران کو اتنا مصروف رکھیں کہ بجائے اسکے کہ اس قسم کے بیہودہ پروگرام دیکھنے کی طرف ان کی توجہ پیدا ہو وہ کسی تعمیری کام میں مصروف رہنے کی طرف متوجہ رہیں تاکہ اس طریق سے جہاں وہ خود برائیوں سے بچیں وہاں وہ اپنے گھروں کو بھی بچانے والے ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں شامل کر کے جس انعام سے نوازا ہے اُس کی قدر کرنا ہر احمدی کا فرض ہے۔ اس مغربی معاشرے میں نوجوان بگڑ رہے ہیں۔ خاص طور پر ہمارے ایشین زیادہ بگڑ رہے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا تھا کہ سکولوں کالجوں میں گروہ بندیاں ہیں۔ انگریزوں کا کوئی ٹولہ ہے تو افریقنوں نے اپنا کوئی ٹولہ بنالیا ہے۔ ایشین نے اپنا کوئی ٹولہ بنالیا ہے تو کہیں ایک مزاج کے تمام لڑکے جمع ہوگئے ہیں جس میں سارے شامل ہیں یعنی ہر قوم کے لوگ شامل ہیں۔ انہوں نے آپس کی لڑائیوں کی وجہ سے شرفاء کا بھی ناک میں دم کیا ہوا ہے۔ گلی کوچوں میں لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں۔ مسلمانوں کے بعض گروپ ہیں جو غلط حرکت کر کے دنیا کے سامنے اسلام کا غلط تصوّر پیش کرتے ہیں۔ ایسے لڑکوں میں یہاں برطانیہ کے لڑکے بھی شامل ہیں۔ انگریز لڑکے بھی (جو مسلمان ہوجاتے ہیں) شامل ہوجاتے ہیں۔ پس احمدی نوجوانوں کا کام ہے کہ وہ غلط اثر کو زائل کریں۔ اس کیلئے جیسا کہ مَیں نے کہا جہاں اعلیٰ اخلاق کے اظہار کی ضرورت ہے جس میں تمام قسم کی نیکیاں اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق ادا کرنے اور انکی حفاظت کرنا شامل ہے وہاں اپنی ظاہری حالتوں کو بھی اس طرح رکھنے کی ضرورت ہے کہ ہر احمدی خادم شکل سے ہی سُلجھا ہوا نظر آئے۔ چہرہ، بالوں کا سٹائل، لباس ایسا ہو جو دوسرے کو اپنی طرف متوجہ کرے۔ فیشن کرنا ہے تو ایسا فیشن کریں جو فیشن بھی ہو اور دوسروں سے فرق بھی ظاہر کر رہا ہو۔ عجیب وغریب قسم کے بال کٹوانے یا ان پر کریمیں، Gel ٹائپ چیزیں لگانے کی کیا ضرورت ہے؟ میں نے دیکھا ہے کہ بعض عید وغیرہ کے موقع پر بڑے تیار ہو کر آتے ہیں اور نماز پڑھنے کیلئے ٹوپی اس لئے نہیں پہنتے کہ جو فیشنی بال بنائے ہوئے ہوتے ہیں وہ خراب ہوجاتے ہیں۔ ٹھیک ہے ٹوپی کے بغیر نماز پڑھی تو جاسکتی ہے۔ لیکن اگر کوئی مجبوری ہو تو۔ کسی کے سر پر اگر کوئی ایگزیما یا تکلیف ہو یا ٹوپی خریدنے کیلئے پیسے نہیں ہیں۔ اگر جیل (Gel) اور کریمیں خریدنے کیلئے اور قیمتی کپڑے خریدنے کیلئے پیسے ہیں تو ٹوپی بھی بڑی سستی مل سکتی ہے اور خریدی بھی جاسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں سب صاحب توفیق ہیں اور لے سکتے ہیں۔ پس یہ تمام چھوٹی چھوٹی باتیں میں نے اس لئے بتائی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف بُلانے والوں کا مزاج بھی اور ظاہری حالتیں بھی ایسی ہونی چاہئیں جو دیکھنے والوں کے دل پر اثر کریں۔

اگر اس معاشرے میں بعض دوسرے مسلمان گروپ ہیں جو سمجھتے ہیں کہ بعض مخصوص قسم کے لباس ہی صرف مسلمانوں کیلئے ہیں اسکے بغیر گزارہ ہی نہیں ہوسکتا اور اس کی وجہ سے وہ مقامی لوگوں سے بات کرتے ہوئے جھجکتے اور ڈرتے ہیں اور انہیں اپنے سے علیحدہ سمجھتے ہیں تو یہ ان کا اپنا بنایا ہوا اصول ہے۔ دین میں تو ان کے مزعومہ لباس کی کوئی شرط نہیں ہے۔ لباس اچھا ہونا چاہئے۔ تن ڈھانپنے کیلئے ہونا چاہئے۔ عمل صالح بھی یہی ہے کہ اگر اس معاشرے میں رہنا ہے تو لباس ایسا ہو جس سے لوگ خوف زدہ نہ ہوں۔ میں نے دیکھا ہے احمدیوں کے علاوہ بعض مسلمانوں کا حُلیہ اور لباس ایسا ہے کہ اُن سے لوگ خوف کھاتے ہیں یا ان کو دیکھتے ہی فوراً پولیس کی نظر اُن پر پڑ جاتی ہے۔ اس لئے ان لوگوں میں سموئے جانے کیلئے یا ان کو اپنا پیغام پہنچانے کیلئے میں انہیں یہ کہتا ہوں کہ لباس کو شرط نہ بنائیں۔ اچھا لباس ہو۔ کوٹ وغیرہ ہو۔ سُوٹ ہو۔ سوبر (Sober) نظر آتے ہوں۔ لیکن اگر کسی کا یہ خیال ہوجائے کہ ان میں گھلنے ملنے کیلئے ہم نِکر اور بنیان پہن کر گھوم پھر رہے ہوں تو یہ سوچ غلط ہے۔ ایسا لباس کھیلنے کیلئے تو ٹھیک ہے لیکن عام حالت میں نہیں۔ ہمارے نوجوانوں کو اگر یہ احساس ہو کہ انہوں نے مسجد میں آنا ہے اور پانچ وقت کی نماز پڑھنی ہے تو اس قسم کے لباس کی طرف توجہ ہی نہیں ہوسکتی کہ کون پہلے جائے لباس اُتارے پھر نماز کیلئے کپڑے پہنے۔ پھر دوبارہ نِکر اور بنیان پہن لے۔ پس اگر نمازوں کی طرف توجہ رہے گی تو وہی لباس آپ کو پسند ہوں گے جو ہر وقت کام آسکتے ہیں۔ تو یہ لباس کا صحیح استعمال ہے جس سے نہ مقامی لوگوں میں کھچاوٹ پیدا ہو۔ نہ ایسا ہو کہ جو آپ کی ایسی شکل ظاہر کر رہا ہو کہ جس سے پتہ ہی نہ چل سکے کہ بازاری لڑکے میں اور ایک احمدی لڑکے میں فرق کیا ہے؟ تو دونوں طرف سے افراط اور تفریط نہیں ہونی چاہئے۔ دونوں طرف کا خیال رکھنا چاہئے۔ تو تبھی عمل صالح کہلائے گا۔ اس لئے نہ ہی لباس میں اتنے زیادہ شدّت پسند ہوجائیں اور یہ کہنے لگیں کہ فلاں قسم کا لباس نہیں ہے تو نماز جائز نہیں ہے اور نہ ہی اس قسم کے عجیب وغریب لباس ہوں جیسا کہ مَیں نے کہا کہ عجیب وغریب حُلیہ نظر آتا ہو، دیکھنے والوں کو ہنسی آتی ہو۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

جو شخص اولاد کو یا والدین کو یا کسی اَور چیز کو ایسا عزیز رکھے کہ
ہر وقت انہیں کا فکر رہے تو وہ بھی ایک بُت پرستی ہے

(ملفوظات جلد پنجم، صفحہ 602، ایڈیشن 1988ء)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

انسان کی نیک بختی یہی ہے کہ خدا کو ہر ایک چیز پر مقدم رکھے......
ایسا شخص جو خدا سے زیادہ کسی چیز کی محبت کرتا ہے اس کی عبادت نماز، روزہ بھی کسی کام کے نہیں

(ملفوظات جلد پنجم، صفحہ 603، ایڈیشن 1988ء)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

امریکن قوم کو اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کیلئے اپنی تمام تر استعدادوں کے ساتھ مصروفِ عمل ہو جائیں

سعید روحوں کی وہ نسلیں جو پہلے ہم سے سنبھالی نہیں گئیں انہیں تلاش کر کے واپس دوبارہ احمدیت کی آغوش میں لائیں

اللہ آپ کو اس کی توفیق دے کہ جلد یہ ملک بھی اسلام احمدیت کی آغوش میں آ کر اللہ اور اس کے رسولؐ کے نور سے منور ہو جائے، آمین

جماعت احمدیہ امریکہ کے قیام کو سو سال پورے ہونے پر امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی پیغام

1920ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نوجوان صحابی حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحبؓ کو بلادِ امریکہ میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تبلیغ کیلئے بھجوایا۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ ان دنوں لندن میں خدمات پر مامور تھے وہاں سے روانہ ہو کر 15رفروری 1920ء کو فلاڈلفیا میں اترے۔ مگر آپ کو آتے ہی قید کر دیا گیا۔ آپ نے قید خانہ ہی میں تبلیغ کا اہم فریضہ سرانجام دینا شروع کر دیا اور چند سعید روحیں حلقہ بگوش اسلام ہو گئیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل اور حضرت مصلح موعودؓ کی دعاؤں سے آپؓ کو جلد رہائی نصیب ہوئی اور آپ نے اعلائے کلمۃ اللہ کا کام فلاڈلفیا، نیویارک، ڈیٹرائٹ، شکاگو اور دیگر شہروں میں جاری رکھا اور امریکہ میں جماعتیں قائم کیں۔ الحمدللہ چنانچہ اس مناسبت سے امریکہ میں جماعت احمدیہ کے قیام کو سو سال پورے ہونے پر 15رفروری 2020 کو پورے امریکہ میں باجماعت نماز تہجد ادا کی گئی اور تقریبات تشکر کا انعقاد کیا گیا۔ ایسی تقریبات پورے سال منعقد کی جاتی رہیں۔ اس موقع پر سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو خصوصی پیغام ارسال فرمایا تھا وہ قارئین اخبار بدر کے استفادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل لندن 18رفروری 2020 کے شکریہ کے ساتھ پیش ہے۔ (ادارہ)

مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ امریکہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے جماعت احمدیہ امریکہ کے قیام کو سو سال پورے ہونے پر اظہار تشکر کا دن منانے کیلئے جماعت امریکہ کے نام پیغام بھجوانے کی درخواست کی تھی۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ آج سے ٹھیک ایک سو سال پہلے 15رفروری کو امام الزماں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا جو پیغام لے کر وہاں گئے اور جس روح اور جذبے سے انہوں نے کام کیا اور بہت سی سعید روحوں کو اسلام احمدیت میں داخل کیا افسوس کہ ان کے بعد وہ نسلیں احمدیت سے دور چلی گئیں اور جماعت سے سنبھالی نہیں گئیں۔ اس پس منظر میں اس موقع پر ایک تو میرا آپ کو یہ پیغام ہے کہ آپ بھی آج اسی جذبہ اور روح کے ساتھ ایک بار پھر امریکن قوم کو اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کیلئے اپنی تمام تر استعدادوں کے ساتھ مصروفِ عمل ہو جائیں اور دوسرے ان سعید روحوں کی وہ نسلیں جو پہلے ہم سے سنبھالی نہیں گئیں انہیں تلاش کر کے واپس لائیں اور ان سے رابطہ کر کے ان کو دوبارہ احمدیت کی آغوش میں لائیں جس طرح کہ میں نے گزشتہ ایک سفر کے دوران پہلے بھی وہاں کے ان ابتدائی احمدیوں کی نمائش میں لگی تصویریں دیکھ کر آپ لوگوں کو ان سے رابطے کرنے کا کہا تھا۔ اس لیے اب یہ 100 سال صرف گزرے ہوئے 100 سال منانے کیلئے نہ ہوں بلکہ ایک نئے جذبے کے ساتھ احمدیت کی تعلیم اور تبلیغ کو پھیلانے کیلئے اپنے آپ کو وقف کر دینے کے ہوں اور حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ والے اس جذبہ اور روح کو اپنے اندر زندہ کر کے سعید روحوں کی تلاش کا کام کرنے کے ہوں تاکہ آئندہ جس جس طرح وہاں جماعت پھیلے اسی طرح اس کی تعلیم اور تربیت کے انتظام بھی ہوتے رہیں۔ اللہ آپ کو اس کی توفیق دے اور ساری امریکن جماعت کو مل کر اس مقصد کے حصول کیلئے محنت اور کوشش کرنے کی ہمت اور طاقت عطا فرمائے تاکہ جلد یہ ملک بھی اسلام احمدیت کی آغوش میں آ کر اللہ اور اس کے رسولؐ کے نور سے منور ہو جائے۔ آمین۔

والسلام

خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

پس ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ آپ کا ہر عمل ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے اور اُسکے دین کی سربلندی کیلئے ہونا چاہئے۔ نظام جماعت کی مکمل فرمانبرداری ہوگی تو آپ کے ذریعے سے ہونے والے احمدی بھی نظام جماعت کے پابند ہوں گے اور ان کا خلافت سے مکمل وفا کا تعلق ہوگا۔ تو جہاں یہ تعلق آپ کی تربیت میں اہم کردار ادا کرے گا وہاں آپ کے ذریعہ سے ہونے والے احمدی بھی اس انعام کی قدر کرنے والے ہوں گے۔ نیک اعمال ہوں گے جس میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے بندوں کے حقوق کا خیال رکھا جا رہا ہوگا۔ گویا آپ کے ذریعہ سے آپ کا ماحول بھی متاثر ہوگا اور اس کی توجہ آپ کی طرف ہوگی۔ اسلام کا حُسن اور خوبی اُن کو نظر آئے گی اور نتیجۃً اسلام کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔ یا کم از کم ان لوگوں کا اسلام کے بارے میں جو غلط تصّور ہے وہ ختم ہو جائے گا۔ پس جہاں جماعت کے ہر فرد کیلئے یہ ضروری ہے وہاں میں نوجوانوں کو بھی خاص طور پر کہتا ہوں کہ نیکی، تقویٰ اور عبادت کی طرف توجہ دیں۔ دیانت اور امانت کا حق ادا کرنے کی طرف توجہ دیں۔ سچائی پر ہمیشہ قائم رہنے اور اسکے ہر وقت اظہار کیلئے تیار رہنے کی کوشش کریں۔ انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اس میں قدم آگے بڑھانے کیلئے ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے۔

سچائی اور انصاف کے تقاضے کیا ہیں؟ ذرا اس طرف بھی میں کچھ توجہ دلا دوں۔ اس بات کو چھوٹے بچے بھی یاد رکھیں اور نوجوان بھی کہ سچائی کا معیار ایسا ہو کہ اگر جان کا بھی خطرہ ہو تو کبھی بھی سچائی کا دامن نہیں چھوڑنا۔ جان چلی جاتی ہے تو چلی جائے لیکن جھوٹ قریب نہ آئے۔ بہت سارے نوجوان جب اپنی جوانی میں قدم رکھتے ہیں تو ان میں بعض بُرائیاں اس لئے پیدا ہو جاتی ہیں کہ وہ سچائی کو چھوڑ دیتے ہیں۔ گھروں میں آ کر ماں باپ جب اُن سے پوچھتے ہیں تو وہ انہیں جھوٹی کہانیاں سُنا دیتے ہیں۔ پس جب یہ عہد کر لیا جائے کہ ہم نے جھوٹ نہیں بولنا۔ ہر صورت میں سچائی پر قائم رہنا ہے تو ان برائیوں سے بھی بچتے رہیں گے۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ نوجوان ہی ہیں جو قوموں کی حفاظت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ نوجوان ہی ہیں اگر وہ مکمل طور پر اپنے دین اور نظریات پر قائم ہوں تو دنیا میں انقلاب لا سکتے ہیں۔ پس اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور اسلام اور احمدیت کے پیغام کو اپنے اپنے حلقے میں صحیح رنگ میں پہنچانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔

جو تعلیم حاصل کر رہے ہیں اُنہیں میں دوبارہ ایک بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آئندہ ہماری ترقی تعلیمی میدان میں آگے بڑھنے پر ہی منحصر ہے، خاص طور پر اِن مغربی ممالک میں۔ اور جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ ہمارے طالب علم ریسرچ کے میدان میں خاص طور پر آگے بڑھیں۔ سائنس اور ٹیکنالوجی میں، میڈیسن میں آگے آئیں۔ کیونکہ یہ ایک ایسا ذریعہ ہے جس کی وجہ سے یورپ میں آپ اپنے قدم مضبوط کر سکتے ہیں۔ اگر مغرب کی کسی چیز کو اپنانا ہے تو اس چیز سے فائدہ اُٹھائیں جو ریسرچ کیلئے یہاں میسر ہے۔ اس سے بھرپور فائدہ اُٹھانے کی کوشش کریں۔ اس ذریعہ سے جہاں آپ انسانیت کی خدمت کر رہے ہوں گے وہاں اسلام کی تعلیم کی برتری ثابت کرنے والے بھی ہوں گے اور پھر یہی ذریعہ اسلام کے تعارف اور تبلیغ میں کردار ادا کرے گا۔ پس ہر میدان میں کام کرنے والوں اور پڑھنے والوں کو اپنے اپنے حلقے میں اسلام کا پیغام پہنچانے کے خود نئے نئے راستے تلاش کرنے ہوں گے بشرطیکہ آپ کا ذہن اس طرف مائل ہو جائے اور اس بارے میں سوچیں اور اپنے عمل بھی اس کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں۔

آخر میں مَیں پھر آپ کو اپنے 27 مئی والے عہد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہتا ہوں کہ اُس عہد کے بعد صرف وقتی جوش کے تحت جذبات کا اظہار نہیں ہونا چاہئے۔ اپنے عَہدوں کو پورا کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے حکموں میں سے ایک حکم ہے۔ پس کامل اطاعت اور فرمانبرداری سے اس عَہد کو پورا کرنے کیلئے ایک نئے عزم سے کوشش شروع کریں۔ آپ کے دل میں ایک نیا شوق ہو اور ایسی مثالیں قائم کریں جو آئندہ آنے والوں کیلئے نمونہ بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 11رنومبر 2011)

طالبِ دعا : جانِ عالم شیخ
(جماعت احمدیہ شانتی نکیتن، بولپور، بیر بھوم۔ بنگال)

اب خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے اس مسیح ومہدی کو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس غلام کو مان لو تا کہ دنیا اور عاقبت سنوار سکو تا کہ فلاح پانے والے بن سکو تا کہ کامیابیاں تمہارے ساتھ ہوں کیونکہ اس غلام صادق کے ساتھ ہی اب تمام برکات وابستہ ہیں اور اسکے ساتھ ہی خلافت کے تا قیامت چلنے کی پیشگوئی بھی جڑی ہوئی ہے اور اس کے ساتھ ہی پوری ہوگی

اس زمانے کے امام کو ماننے اور اس کے بعد خلافت کے نظام کے اندر آنے میں اب ہر مسلمان کی بقا ہے، دنیا کی بقا ہے

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے نظام خلافت کے وعدے کے ساتھ عبادتوں، نمازوں اور مالی قربانیوں کو رکھ کر اس طرف توجہ دلائی ہے کہ اس نظام کی حفاظت نمازوں کے قیام اور مالی قربانیوں سے ہوگی

جماعت احمدیہ کی تاریخ نے یہی بتایا ہے کہ جماعت کے خلاف جو بھی فرعون اٹھا اللہ تعالیٰ نے اسے اس انعام کی برکت کی وجہ سے جو خلافت کے رنگ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہے تباہ و برباد کر دیا

پس ہماری تاریخ تو الٰہی تائیدات اور خوف کی حالت سے امن کی حالت میں آنے سے بھری پڑی ہے آج بھی وہی خدا ہے وہی مسیح محمدی کی جماعت ہے وہی نظام خلافت ہے جس کیلئے اللہ تعالیٰ نے خوف سے امن میں بدلنے کے وعدے کئے ہوئے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ جو نظارے ہمیں ماضی میں دکھائے گئے آئندہ بھی دکھاتا چلا جائے گا

جماعت احمدیہ ہالینڈ کے جلسہ سالانہ 2008ء کے موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب فرمودہ 12 اکتوبر 2008ء مقام نن سپیٹ، ہالینڈ

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آج ہم اس وقت یہاں جماعت احمدیہ ہالینڈ کے جلسہ سالانہ کے آخری دن کی اختتامی تقریب کیلئے جمع ہیں۔ اس جلسے پر آنے کا میرا پہلے پروگرام نہیں تھا۔ پہلے مَیں معذرت بھی کر چکا تھا۔ لیکن لگتا ہے کہ امیر صاحب کی دعا اور خواہش بڑی شدت کی تھی کہ فرانس کی مسجد کا افتتاح اور پھر برلن کی مسجد کا افتتاح ایسی تاریخوں میں آ گیا جب یہ جلسہ بیچ میں آ گیا اور باوجود معذرت کے مجبوراً اللہ تعالیٰ مجھے یہاں گھیر کر لے آیا۔ تو اس لحاظ سے میں کہتا ہوں امیر صاحب کی یا جو بھی ان کے کارکنان، کام کرنے والے تھے ان کی شدید خواہش لگتی ہے۔ کل مجھے امیر صاحب کی یہ بات سن کر حیرت ہوئی کہ جنوری میں ہی انہوں نے یہ تاریخ رکھ لی تھی اس امید پر کہ اس تاریخ کو میں ضرور آؤں گا۔ جبکہ مجھے بالکل نہیں پتہ تھا کہ میں آؤں گا۔ بہرحال یہ میرے لئے خوشی کا موقع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک اور جلسے میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائی۔ کیونکہ جوبلی کے حوالے سے ہر ملک میں، اپنے اپنے جو بھی ان کے وسائل ہیں، ان کی تعداد ہے اسکے لحاظ سے وہ بھرپور کوشش کر رہے ہیں کہ جلسے بہترین طرز پر منائے جائیں۔ لیکن اس دفعہ ہالینڈ کی جماعت کو باوجود کوشش کے ان کا ہال جو کرائے پر لیا کرتے تھے وہ نہیں مل سکا۔ اس لئے لوگوں کو جگہ کی تنگی کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ بہرحال اسکے باوجود اللہ کے فضل سے وہی کوشش جو وہ اپنے وسائل کے لحاظ سے کر سکتے تھے انہوں نے کی ہے۔ ابھی جو آپ نے قرآن کریم کی تلاوت سنی ہے آج میں اسی حوالے سے چند باتیں کروں گا۔ ان آیات کے مضمون کے لحاظ سے ہی میں نے آج کا موضوع چنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال خلافت جوبلی کی وجہ سے تمام دنیا کے احمدیوں میں خلافت کے بارے میں علم بھی بڑھا ہے اور اس سے تعلق پیدا کرنے اور بڑھانے کا شعور بھی پیدا ہوا ہے۔ لیکن پھر بھی بہت سے نوجوان، بچے اور نئے آنے والے احمدی اور بعض پرانے احمدی بھی ایسے ہیں جن کو اس حوالے سے بعض امور کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت ہے تا کہ یہ تعلق اتنا پختہ اور مضبوط ہو جائے کہ شیطان کا کوئی اندرونی اور بیرونی حملہ اور حربہ اس میں کسی قسم کی کمزوری اور رخنہ پیدا نہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سورۃ میں بہت سے احکامات دیئے ہیں۔ سورۃ النور کی کچھ آیات ابھی تلاوت کی گئی تھیں لیکن اس وقت میں چند ایک کا ذکر کروں گا۔ ان آیات کا جو تلاوت کی گئی ہیں اور اسکے علاوہ بھی ایک دو پہلی آیات اور ایک بعد کی آیت ان کا محور اطاعت ہے۔ یا وہ بنیادی چیز جس پر بار بار اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں ہمیں توجہ دلائی ہے اور تاکید کی ہے وہ اطاعت ہے۔ کیونکہ باقی نیکیوں کی توفیق بھی اس وجہ سے ملے گی یا ملتی ہے کہ جب انسان میں کامل اطاعت ہو۔

اللہ تعالیٰ نے یہ مضمون شروع ہی اس طرح کیا ہے۔ یہ رکوع اس طرح شروع ہوتا ہے کہ مومن کی یہ نشانی ہے کہ جب بھی اسے اللہ اور رسول کسی فیصلے کیلئے بلائیں یا اللہ اور رسول کی طرف فیصلے کیلئے بلایا جائے یا ان احکامات کے بارے میں جو اللہ اور رسول کے ہیں کسی بھی قسم کی توجہ دلائی جائے تو جواب میں جو حقیقی مومن ہیں وہ صرف اتنا کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور ہم اطاعت کرتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم کامل فرمانبرداری کے ساتھ ان باتوں پر عمل کریں گے۔ صرف منہ سے سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا کہہ دینا کافی نہیں ہوتا۔ اس سے مقصد پورا نہیں ہو جائے گا۔ جب اَطَعْنَا کہا ہے تو ان تمام باتوں پر عمل کرنا بھی ضروری ہے جو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں بتائی ہیں۔ تبھی اس انعام کے بھی حقدار بنیں گے جس کا خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔

یہ جو آیات تلاوت ہوئی ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا اس میں ایک آیت استخلاف بھی ہے۔ آپ نے اس کا ترجمہ بھی سنا ہے۔ اس آیت سے پہلے بھی اور بعد میں بھی جیسے مَیں پہلے بتا چکا ہوں کہ بار بار مختلف حوالوں سے اطاعت کے مضمون کو دہرایا گیا ہے۔ پس پہلے تو اللہ تعالیٰ نے مومن کی یہ نشانی بتائی ہے کہ وہ کامل اطاعت رکھنے والے ہوتے ہیں اور پھر فرمایا کہ یہ کامل اطاعت اور اللہ اور رسول کے حکموں پر عمل اس وقت حقیقی کہلائے گا جب اس حوالے سے آواز دینے والے کی آواز بھی سنو۔ فرمایا کہ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ جب اللہ اور رسولؐ کی طرف بلایا جائے۔ اللہ اور رسول کی طرف یہ بلانا وہ احکامات ہیں جو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دیئے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج بے شک بنیادی ارکان اسلام ہیں لیکن قرآن کریم کے تمام احکامات پر عمل کرنا جو ہے یہی ایک مومن کو کامیاب بناتا ہے۔ اس زمانے کیلئے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حکم تھا اور بڑی سختی سے حکم تھا کہ جب مسیح موعود اور مہدی موعود کا ظہور ہوگا تو اسے ماننا اور نہ صرف ماننا بلکہ اگر مشکل حالات کی وجہ سے، راستے کی روکوں کی وجہ سے یہاں تک کہ موسم کی سختیوں کی وجہ سے رستے میں اگر برف کی سلیں ہوں، برف پڑی ہو تو ان پر بھی گھٹنوں کے بل چل کر جانا اور جا کے میرا اسلام کہنا۔ اس حکم کے مخاطب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نہیں تھے، نہ اس قریب کے زمانے کے لوگ تھے۔ بلکہ امت کے وہ لوگ تھے جن کے زمانے میں مسیح موعود کا ظہور ہونا تھا اور پھر بے شمار نشانیاں بھی بتائی گئیں کہ پرانی سواریاں بے کار ہو جائیں گی۔ نئی نئی سواریاں آ جائیں گی۔ سمندر ملائے جائیں گے۔ نئی نئی ایجادات ہوں گی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ ایک نشان جو پہلے کبھی کسی نے نہیں دیکھا یا کسی کی تائید میں نہیں لگا وہ آسمانی نشان ہے کہ رمضان کے مہینے میں خاص دنوں میں سورج اور چاند کو گرہن لگے گا۔ یہ سب باتیں پوری ہوئیں اور مسیح و مہدی کا دعویٰ کرنے والا بھی موجود تھا۔ اس وقت ان حوالوں سے، ان سب پیشگوئیوں کے حوالوں سے وہ اعلان بھی کر رہا تھا کہ جس موعود کے آنے کی خبر تھی وہ آ گیا اور یہ کہہ رہا تھا کہ اب خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے اس مسیح و مہدی کو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس غلام کو مان لو تا کہ دنیا اور عاقبت سنوار سکو، تا کہ فلاح پانے والے بن سکو، تا کہ کامیابیاں تمہارے ساتھ ہوں۔ کیونکہ اس غلام صادق کے ساتھ ہی اب تمام برکات وابستہ ہیں اور اسکے ساتھ ہی خلافت کے تا قیامت چلنے کی پیشگوئی بھی جڑی ہوئی ہے اور اسکے ساتھ ہی پوری ہوگی اور مسلمانوں کی بقا بھی اس میں ہے کہ اپنے اندر خلافت کو قائم کریں اور یہ بغیر مسیح موعود کے آنے کے قائم نہیں ہو سکتی۔ اب آج مسلمان اس نافرمانی کا نقصان اٹھا رہے ہیں یہ دہشت گردی کا لیبل جو چند لوگوں کی حرکتوں کی وجہ سے تمام مسلم امّہ پر لگ گیا ہے یہ اسلئے ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسولؐ کے حکم پر عمل نہیں کرتے۔ اپنی مرضی کے احکام تو بخوشی قبول کر لئے لیکن جہاں دوسرے کا حق دینا ہو وہاں خدا کو بھی بھول جاتے ہیں اور رسول کو بھی بھول جاتے ہیں۔

پھر آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پس اللہ کا خوف کرو اور اس کا تقویٰ اختیار کرو۔ کیونکہ مومن کی یہی نشانی ہے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہوتا ہے۔ مومن کی کامیابی کا راز تقویٰ ہی میں ہے۔ تقویٰ اختیار کرنے والے کو خدا تعالیٰ بے شمار انعامات اور فضلوں سے نوازتا

ہے۔ یہ تقویٰ کا مضمون ایسا ہے جسے ہر احمدی کو بھی ہر وقت اپنے پیش نظر رکھنا چاہئے۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں مانا اور باوجود واضح حکم کے اور تمام نشانیاں پورے ہونے کے نہیں مانا وہ تو اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے مطابق فلاح پانے والے بھی نہیں ہیں اور اس مراد کو بھی پانے والے نہیں ہیں جو ایک مومن کا مطمح نظر ہونی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔ لیکن اگر بیعت کرنے کے بعد ہم صرف اتنی سی بات پر خوش ہو جائیں کہ ہم نے اطاعت کا نمونہ دکھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور رسولؐ کے حکم کو مان لیا اور آنے والے مسیح و مہدی کو مان لیا تو ہمارے لئے صرف اتنا کافی نہیں ہے۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ قرآن کریم کے بتائے ہوئے تمام احکام پر نیک نیتی کے ساتھ عمل کرنے کی کوشش کرنا ضروری ہے اور یہ اس وقت حقیقی رنگ میں ہوسکتا ہے جب اللہ کا خوف بھی ہو اور تقویٰ بھی ہو۔ ہر عمل خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کیلئے ہو تب حقیقی کامیابیاں حاصل ہوتی ہیں اور مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ پس یہ تقویٰ کے معیار بڑھانا اب ہمارا فرض ہے تاکہ حقیقی انعام یافتوں کے زمرے میں شامل ہوسکیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلسے منعقد کرنے کے جو مقاصد تھے ان میں سے ایک بہت بڑا مقصد یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ کی خشیت اور تقویٰ پیدا ہو اور اپنے اندر یہ پیدا کرتے ہوئے ایک احمدی اللہ تعالیٰ کے حقوق اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دینے والا ہو۔

اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ ہمیں صرف یہی توجہ دلاتا ہے کہ میرے حقوق ادا کرو یا میرے بندوں کے حقوق ادا کرو، یہ تمہارا فرض ہے بلکہ تقویٰ کے فوائد سے ایک مومن ذاتی طور پر بھی فائدہ اٹھاتا ہے اور مِنْ حیث الجماعت بھی فوائد حاصل ہو رہے ہوتے ہیں۔ قرآن کریم میں بیشمار جگہ تقویٰ کا ذکر ہے۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے ہمیں ان تمام احکام کی پیروی کی طرف توجہ دلائی ہے جو قرآن کریم میں درج ہیں۔

فرمایا: وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (سورۃ الانعام: 156) یہ ایسی کتاب ہے جسے ہم نے اتارا ہے برکت والی ہے پس اس کی پیروی کرو۔ تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

پس پہلی بات تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جذب کرنے کیلئے قرآنی احکام کی پیروی کرنا ضروری ہے، ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔ صرف ایک حکم کی نہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ فرداً فرداً ہر حکم پر عمل کرنا ضروری ہے۔ ایک حکم یا چند حکموں کو ماننے سے ایمان کامل نہیں ہو جاتا۔ پس اللہ تعالیٰ کے رحم کو جذب کرنے کیلئے تقویٰ اہم شرط ہے۔ حضرت مسیح موعو علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا کہ ایمان کا پہلا مرحلہ یہ ہے کہ انسان تقویٰ اختیار کرے۔ اور تقویٰ کیا ہے جیسا کہ ہم نے اس آیت میں دیکھا کہ قرآن کریم کے احکامات کی پیروی ہے۔ گویا ان احکامات کی پیروی تو ایمان کا پہلا مرحلہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمائی ہے اور ایک مومن تو اس بات پر خوش نہیں ہوسکتا کہ پہلے مرحلے کے بھی صرف ایک حصہ پر عمل کرے اور تھوڑے سے حصے پر عمل کر کے سمجھ لے کہ میں نے جو پانا تھا پالیا۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کے بعد اب ہمارے لئے مزید راستوں کا تعین ہو رہا ہے اور ہر ایک کو اپنے اپنے راستوں کا تعین کرنا چاہئے۔ پہلے مرحلے میں آپ نے ایک حصے پر عمل کر کے مسیح و مہدی کو مان لیا۔ اب اس مرحلے کی جو پہلا مرحلہ ہے اسکی چھ سات سو سیڑھیاں ہیں۔ وہ تمام قرآنی احکامات ہیں جو ایمان کو کامل کرتے ہیں یہ پہلا مرحلہ ہے۔ ابھی تو ان سیڑھیوں پر چڑھنا ہے۔ پھر جب اس منزل پر پہنچیں گے تو اس منزل کے حصول کے بعد نئے مرحلے نظر آئیں گے تو پھر ان کے حصول کیلئے کوشش کرنی ہے۔ بیعت کرنے کے بعد اس صوفی کے خیالات نہیں اپنا لینے جس کا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ بیان فرمایا ہے کہ مجھ سے کہنے لگا کہ اگر کوئی کشتی میں سفر کر رہا ہو اور کنارا آ جائے تو کیا کشتی سے اتر جانا چاہئے یا بیٹھے رہنا چاہئے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ اس کا مقصد کیا ہے۔ مَیں نے اس سے کہا کہ اگر تو تم جس دریا میں سفر کر رہے ہو اس کا کوئی کنارا ہے تو اتر جاؤ۔ اگر تو وہ بے کنار سمندر ہے اور تم کنارا سمجھ کر اترے تو پھر تم ڈوب جاؤ گے۔ تو یہ جو اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچنے کیلئے مرحلے ہیں، راستے ہیں یہ تو بے شمار ہیں۔ یہ تو ایسا سمندر ہے جو بے کنار ہے جس کی کوئی حدود نہیں ہیں۔ تو جہاں بھی کنارا سمجھ کر ہم بیٹھ جائیں گے وہیں ہم ڈوبنا شروع ہو جائیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ کو پانے، اس کا قرب حاصل کرنے، ایمان میں بڑھنے کی تو کوئی حد ہی نہیں ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کے بعد ہم نے ایمان میں بڑھنا ہے۔ یہی ہمیں حکم ہے۔ اور ایک مومن کو بڑھنا بھی چاہئے، ایک احمدی کو، تقویٰ میں آگے قدم بڑھانا چاہئے اور پھر یہ تقویٰ جو ہے اس میں بڑھنا ہمیں غیروں کے حملوں سے بھی محفوظ رکھے گا۔ انفرادی طور پر بھی اور جماعتی طور پر بھی ہم اللہ تعالیٰ کی حفاظت کی ڈھال میں رہیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ متقی کو میں تکالیف سے نجات دلاتا ہوں۔ ہم تکالیف سے نجات کیلئے، ان سے بچنے کیلئے، بہت سے دنیاوی ذریعے استعمال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کے اپنے اوپر پورا ہونے کیلئے بھی کوشش کر کے دیکھیں۔ فرمایا: وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا (سورۃ الطلاق: 3) یعنی جو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے تکلیف سے نکلنے کی کوئی نہ کوئی راہ نکال دیتا ہے۔ پھر فرمایا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (سورۃ الطلاق: 4) اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے رزق آنے کا اسے خیال بھی نہیں ہوتا۔ آجکل دنیا سمجھتی ہے کہ رزق چالاکیوں سے حاصل کیا جاتا ہے یا دین کی پرواہ نہ کر کے صرف دنیا کمانے سے ہمیں رزق مل سکتا ہے۔ جماعتی پروگراموں کو چھوڑ کر اپنے کاروباروں اور نوکریوں پر توجہ دینے سے ہمیں رزق میسر آ سکتا ہے۔ یا اگر دنیا کو دیکھیں کاروبار کے لحاظ سے، معیشت کے لحاظ سے تو سود کو رزق دینے کا بہت بڑا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ آج کل کی تجارتوں کیلئے یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ بہت ضروری ہے۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے سود کا کاروبار کرنے والے کو اپنے سے جنگ کرنے والا ٹھہرایا ہے۔ یا سود کے کاروبار کو اپنے سے جنگ کے مترادف قرار دیا ہے۔ آج دیکھ لیں دنیا باوجود اس بات کے یہ خیال کرتی ہے کہ سود سے ہی ہمارے کاروبار بچ سکتے ہیں۔ بڑے بڑے بینکوں اور کاروباروں کا دیوالیہ ہو رہا ہے۔ روز خبریں آتی ہیں اور حکومتیں تک اس سے متاثر ہو رہی ہیں۔ حکومتوں نے بیچ میں آ کے اب ان اداروں کو اور بینکوں کو سرمایہ فراہم کرنا شروع کیا ہے۔ لیکن یہ سرمایہ بھی کہاں سے آئے گا۔ حکومتوں کے پاس بھی ٹیکس سے ہی پیسہ آتا ہے۔ ایک وقت آئے گا یہ سارا نظام بیٹھ جائے گا اور جیسا کہ میں نے کہا آئندہ ایسے حالات ہوں گے کہ اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ حکومتیں بھی اس سے متاثر ہوں گی۔ شواہد یہی ہیں کہ یہ عارضی انتظامات جو حکومتیں کر رہی ہیں یہ کچھ عرصے کیلئے ہیں۔ کچھ کام نہیں آئیں گے۔ لیکن بدقسمتی سے مسلمان کہلانے والے بھی اس سودی کاروبار میں ملوث ہیں۔ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو سمجھتے، بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو سمجھتے (یہ تو حکم ہے) تو آہستہ آہستہ دنیاوی معیشت کی تباہی کا یہ اثر، جو اسلامی ملکوں کی طرف بڑھ رہا ہے اس سے مسلمان متاثر ہونے سے بچ سکتے تھے۔ جیسا کہ بعض اسلامی ملکوں نے اعلان کیا ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا پیسہ محفوظ ہے لیکن اب یہ لوگ بھی محفوظ نہیں ہیں کیونکہ ان کے کاروبار بھی، ان کا پیسہ بھی، ان کا سرمایہ بھی سُود میں لگا ہوا ہے۔ محفوظ ہونے کی اب صرف ایک ہی صورت ہے کہ تقویٰ سے کام لیتے ہوئے سود کو چھوڑ دیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابندی کریں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کا یہ جنگ کا اعلان جو ہے یہ صرف غیر مسلموں کیلئے نہیں ہے بلکہ جو بھی اس لعنت میں ملوث ہوگا وہ اس سے متاثر ہوگا اور نقصان اٹھائے گا۔ ماضی میں بھی اس لعنت کی وجہ سے ایک طرح سے حکومتیں گروی رکھی جاتی رہیں اور اب بھی اسکے ساتھ ساتھ جو حکومتیں گروی رکھی جا رہی ہیں اور اس طرح معیشت کی تباہی کے نظارے بھی دنیا نے دیکھ لئے۔

پس مومن کو یہ حکم ہے کہ تقویٰ سے کام لو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے رزق مہیا کرے گا۔ تمہاری تکلیفیں دور کرے گا۔ پر شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسولؐ کے حکم کی اطاعت کرو۔ تقویٰ پر قدم مارو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کمزور ہے وہ بڑی طاقت والی ذات ہے جب اس پر کسی امر کیلئے بھروسہ کرو گے وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا۔ لیکن فرمایا جو لوگ ان آیات کے پہلے مخاطب تھے وہ اہل دین تھے ان کی ساری فکریں محض دینی امور کیلئے تھیں اور ان کے دنیوی امور حوالہ بخدا تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو تسلی دی کہ مَیں تمہارے ساتھ ہوں۔ غرض برکات تقویٰ میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو ان مصائب سے مخلصی بخشتا ہے جو دینی امور کلئے حارج ہوں اور یہ جو کاروباروں والے یا جو ملازمتوں والے بعض جماعتی پروگرام چھوڑ دیتے ہیں ان کو بھی یہ سوچنا چاہئے اگر دین کی خاطر تقویٰ اختیار کریں گے اور ان نقصانوں کو، معمولی نقصانوں کو اس ارادے سے برداشت کریں گے کہ خدا کی خاطر ہم برداشت کر رہے ہیں تو انشاء اللہ نقصان نہیں ہوگا۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا سود سے بچنے کا جو اتنا سخت حکم ہے تو یہ بھی دین کا ہی معاملہ ہے۔ اگر کوئی اپنے کاروبار میں سود سے اس لئے بچتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے اور یہ ایمان کا معاملہ ہے تو اگر کوئی عارضی مشکلات آئیں گی بھی تو خدا تعالیٰ ان میں سے جلد نکال دے گا۔ پر تقویٰ شرط ہے۔ اسکے احکامات پر عمل شرط ہے۔ پس اس لحاظ سے بھی ایک احمدی کو اپنا خاص کردار ادا کرنا چاہئے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں انسان مشکلات اور مصائب میں مبتلا ہوتا ہے اور مختلف حاجات رکھتا ہے۔ ان کے حل اور روا ہونے کیلئے بھی تقویٰ ہی کو اصول قرار دیا ہے۔ معاش کی تنگی بھی اور دوسری تنگیوں سے راہ نجات تقویٰ ہی ہے۔ خدا متّقی کیلئے ہر شکل میں ایک مخرج پیدا کر دیتا ہے اور اس کو غیب سے اس سے مخلصی پانے کے اسباب بہم پہنچا دیتا ہے۔ اس کو ایسے طور سے رزق دیتا ہے کہ اس کو پتہ بھی نہ لگے۔

فرمایا اب غور کر کے دیکھ لو کہ انسان دنیا میں چاہتا کیا ہے۔ انسان کی بڑی سے بڑی خواہش دنیا میں یہی ہے کہ اس کو سکھ اور آرام ملے اور اس کیلئے اللہ تعالیٰ نے ایک ہی راہ مقرر کی ہے جو تقویٰ کی راہ کہلاتی ہے اور دوسرے لفظوں میں اسے قرآن کریم کی راہ کہتے ہیں اور اس کا نام صراط مستقیم ہے۔

فرمایا کوئی یہ نہ کہے کہ کفار کے پاس بھی مال و دولت اور املاک ہوتے ہیں اور وہ اپنی عیش و عشرت میں منہمک اور مست رہتے ہیں۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ دنیا کی آنکھ میں بلکہ ذلیل دنیا داروں اور ظاہر پرستوں کی آنکھ میں خوش معلوم دیتے ہیں مگر درحقیقت وہ ایک جلن اور دکھ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ تم نے ان کی صورت کو دیکھا ہے مگر میں ایسے لوگوں کے قلب پر نگاہ

SUIT SPECIALIST
Proprietor
SYED ZAKI AHMAD
Bandra, Mumbai
Mobile : 09867806905

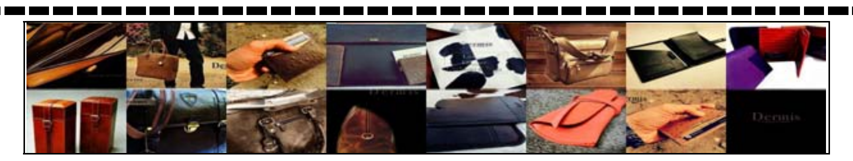
TAHIRA ENTERPRISE
Manufacturer of Leather & Rexine Goods (Belts, Wallets, Ladies Bags,etc)
Prop. : Mashooque Alam, Kolkata (WEST BENGAL)
Mob : 9830464271, 967455863

کرتا ہوں۔ وہ ایک سعیر اور اغلال میں جکڑے ہوئے ہیں یعنی آگ میں جل رہے ہیں اور طوق ان کی گردنوں میں پڑے ہوئے ہیں۔

پس آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ تقویٰ سے دوری کا کیا نتیجہ نکل رہا ہے لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا ایک احمدی کو اپنے تقویٰ کے معیاروں کو دیکھنے کی ضرورت ہے تا کہ ذاتی طور پر بھی دینی اور دنیاوی مشکلات و مصائب اور ان کے شر سے محفوظ رہے اور جماعت کی حیثیت سے بھی اور یہی وہ امن کا مقام ہے جو ایک متقی کو اس دنیا میں بھی ملتا ہے اور مرنے کے بعد بھی جس کا خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ (سورۃ الدخان:52) متقیوں کیلئے یقیناً امن کا مقام ہے۔ پس یہ وہ دائمی امن ہے جس کیلئے ایک مومن کو کوشش کرنی چاہئے۔ یعنی جو مومن انعام یافتہ کہلانے کا دعویٰ کرنے والے ہیں، جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے زمانے کے امام کو مان لیا ہم اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والوں میں سے ہیں اور ان میں سب سے بڑھ کر ہیں۔ اگر ہم حقیقت میں اپنے اندر یہ پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتے چلے جائیں تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ (سورۃ التوبہ:7) کہ اللہ تعالیٰ متقیوں سے محبت کرتا ہے۔ اور پھر ایک جگہ فرمایا: وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ (سورۃ الجاثیۃ:20) اور اللہ متقیوں کا دوست ہے۔ پس یہ ہے اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے سلوک اور متقی کا اللہ تعالیٰ صرف دوست ہی نہیں بلکہ متقی اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز بھی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کرنے والے کو کبھی ضائع نہیں ہونے دیتا۔ دنیا والے اپنے عزیز تعلقات کو نبھانے کیلئے جو بھی وسائل میسر ہوں ان سے ان کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں، ان کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو پھر خدا تعالیٰ اپنے دوست اور پیار کرنے والے دوست اور معزز دوست کیلئے کیا کچھ نہیں کرتا یا نہیں کر سکتا جو تمام دنیا کا مالک بھی ہے۔ دنیا کے خزانے تو محدود ہیں۔ خدا تعالیٰ کے خزانے تو لامحدود ہیں۔ پس بڑی کوشش سے ہمیں اپنے تقویٰ کے معیاروں کو اونچا کرنے کی کوشش کرتے چلے جانا چاہئے تا کہ ان انعامات کے وارث بنتے چلے جائیں جو خدا تعالیٰ نے اپنے پیاروں، اپنے دوستوں اور ان کیلئے رکھے ہیں جن کو خدا تعالیٰ معزز سمجھتا ہے یا جو خدا تعالیٰ کی نظر میں معزز ہیں۔ دنیا کی عزتیں تو عارضی ہیں، اصل عزت تو وہی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملے۔ خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک اس اصل کو سمجھنے والا ہو۔ پھر اگلی آیت میں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ (سورۃ النور:54) یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی پکی قسمیں کھاتے ہیں۔ کس بات پر قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر اللہ اور رسول حکم دیں تو وہ ہر قربانی کیلئے گھر سے نکل کھڑے ہوں گے اور یہ کر دیں گے اور وہ کر دیں گے۔ ان کے بڑے دعوے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ (سورۃ النور:54) ان سے کہہ دو کہ قسمیں نہ کھاؤ۔ معروف اطاعت کرو۔ ایسی اطاعت کرو جو عرف عام میں اطاعت کہلاتی ہے۔ اگر چھوٹی چھوٹی باتوں میں اطاعت نہیں تو بڑی باتوں میں بھی اطاعت نہیں ہوگی۔ نظام جماعت کے فیصلے ہوں تو فوراً مانو۔ ورنہ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ نظام جماعت کے فیصلے تو مان نہیں رہے یا اگر مان بھی لو تو بڑی بے چینی سے ان کو تسلیم کر رہے ہو۔ بجائے خوش دلی سے قبول کرنے کے، دل میں انقباض ہو۔ فرمایا کہ اطاعت ایسی ہو جو کامل اطاعت ہو یہ انقباض والی اور بے چینی والی اطاعت نہیں ہونی چاہئے۔ ایسی اطاعت کرنے والے جو کامل اطاعت کرنے والے ہیں وہ پھر وہ لوگ ہیں جو تقویٰ پر چلنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم ظاہر میں کیا کرتے ہو اور تمہارے دلوں میں کیا ہے۔

پس جہاں ہم احمدیوں کو خوش ہونا چاہئے کہ ہم نے کامل وفا اور اطاعت کا اظہار کرتے ہوئے زمانے کے امام کو مانا ہے، لبیک کہا ہے جس سے دوسرے محروم ہیں اور صرف منہ سے اطاعت کا نعرہ لگاتے ہیں وہاں استغفار اور توبہ کی طرف توجہ دیتے ہوئے اس انعام سے چمٹے رہنے کی دعا بھی کرنی چاہئے۔ کبھی ایسا وقت نہ آئے جب ہمارے ایمانوں میں دنیاوی تکالیف کی وجہ سے ہلکی سی لغزش بھی آئے۔ ہمیں ہمیشہ یہ دعا کرنی چاہئے کہ ہمیں ہمیشہ ثبات قدم حاصل رہے۔ کبھی ہمارے دلوں میں کجی نہ آئے۔ کبھی ہمارے اندر دنیا کا لالچ پیدا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پس ایسے لوگ جو توبہ اور استغفار کرتے ہوئے اس کی طرف جھکے رہیں گے، وہ لوگ جو اطاعت کے معیار حاصل کرتے چلے جانے والے ہوں، تقویٰ پر قدم مارنے والے ہوں، ان کو ایک ایسا انعام ملتا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے پختہ ایمان والوں سے وعدہ کیا ہے۔ ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو نیک اعمال بجا لانے والے ہیں وہ وعدہ کیا ہے؟ وہ وعدہ یہ ہے کہ انہیں خلافت کے انعام سے نوازا ہے۔ خلافت کا انعام ملنے کا فائدہ کیا ہے؟ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ خلافت کا ادارہ اور خلیفۂ وقت ہر قسم کے خوف سے آزاد ہوگا۔ خوف کے حالات تو پیدا ہوں گے لیکن ایسے حالات میں وہ صرف خدا تعالیٰ کے آگے جھکے گا اور اللہ تعالیٰ خوف کے حالات کو پھر جماعت کیلئے بھی امن میں بدل دے گا۔ مومنوں کیلئے ڈھارس کے سامان خدا تعالیٰ اس ذریعہ سے پیدا فرمائے گا۔ مومن جب بھی پریشانی میں مبتلا ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی تسکین کے سامان پیدا فرمائے گا۔ پس یہ انعام ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے۔

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ اس آیت سے پہلے کی چار آیات میں اور بعد میں بھی ایک دو آیات میں اطاعت پر جو اتنا زور دیا گیا ہے تو یہ اس لئے ہے کہ اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کے بعد خلافت کی اطاعت کا بھی حکم ہے کیونکہ نبوت کی نیابت کی وجہ سے خلافت کی اطاعت بھی ضروری ہے بلکہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کے بعد اولوا الامر کی بھی اطاعت کرو اور روحانی سلسلوں میں نبوت کے بعد اولوا الامر سب سے اوّل خلیفۂ وقت ہوتا ہے اور اسکے بعد پھر مرتبے کے لحاظ سے جماعت کا نظام ہے۔ اس پر مامور لوگ ہیں یا دنیاوی لحاظ سے جس ملک میں رہتے ہیں اسکا سربراہ ہے۔ اسکے بعد مرتبے کے لحاظ سے باقی انتظامیہ کے عہدیداران ہیں۔ پس یہ خدا تعالیٰ نے مومنوں کو تسلی دی ہے کہ جب تمہارے اطاعت کے معیار اچھے ہوں گے، روحانی سلسلوں میں جماعت احمدیہ کو خاص طور پر، تمہاری ایمانی حالتیں بہتری کی طرف مائل ہوں گی، تم تقویٰ میں ترقی کرنے کی طرف کوشش کرتے رہو گے تو جہاں تمہیں ذاتی مفاد حاصل ہو رہے ہوں گے وہاں سب سے بڑا فائدہ تمہیں یہ ہوگا کہ نبی کے بعد تم بے یار و مددگار نہیں چھوڑے جاؤ گے بلکہ خدا تعالیٰ خلافت کے ذریعے تمہیں دوبارہ تھام لے گا۔ یہ خوشخبری دی کہ اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام ہی تمہارے لئے چن لیا ہے تو اس پر تمہیں قائم رکھنے کیلئے، ہمیشہ اپنے انعامات سے نوازنے کیلئے خلافت کے ذریعہ ہی تمہیں تمکنت دین بھی عطا کرے گا اور انعامات سے بھی نوازے گا۔ خوف کے حالات جب بھی پیدا ہوں گے، اجتماعی طور پر یا انفرادی طور پر، خلیفۂ وقت اور مومنوں کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ ان کی تسکین کے سامان پیدا فرما دے گا۔ یہ میرا پہلے کا بھی تجربہ ہے اور روزانہ میں ڈاک میں ایسے خط پڑھتا ہوں کہ ذاتی یا جماعتی جب بھی کوئی پریشانی ظاہر ہوتی ہے جماعت کے افراد خود بھی دعا کرتے ہیں اور خلیفۂ وقت کو بھی لکھتے ہیں تو وہ سب پریشانیاں دُور ہو جاتی ہیں۔ اس اکائی کی وجہ سے خدا تعالیٰ ایسے ایسے معجزات دکھا رہا ہوتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ غیر بھی اعتراف کرتے ہیں کہ یقیناً خدا تمہارے اور تمہارے خلیفہ کے ساتھ ہے جو ایسے معجزات ہوئے ہیں۔ لیکن دنیا کا خوف پھر ان کی راہ میں حائل ہو جاتا ہے اور قبول حق سے روکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو اس آیت کے آخر میں یہ کہہ کر وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (سورۃ النور:56) جو اسکے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں قرار دیئے جائیں گے۔ یہ اعلان کر دیا۔ پس اس زمانے کے امام کو ماننے اور اس کے بعد خلافت کے نظام کے اندر آنے میں اب ہر مسلمان کی بقا ہے، دنیا کی بقا ہے۔ ورنہ یہ واضح نشانات دیکھنے کے بعد دنیا داری یا دنیا کا خوف اگر زمانے کے امام کو ماننے کی راہ میں حائل ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ پھر تم نافرمانوں میں سے ہو۔

اللہ تعالیٰ کی نافرمانوں کیلئے کوئی ضمانت نہیں کہ ان کے خوف کو بھی امن میں بدل دے گا۔ ان کیلئے کوئی ضمانت نہیں کہ انکی دعائیں اور عبادتیں قبول کی جائیں گی۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے لیکن اطاعت کا حکم اور اسکے نتیجے میں فضلوں کی بارش کا برسنا بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری اور انعام کے طور پر بتایا گیا ہے۔ پس اس انعام کی قدر کرنا ہر احمدی کا کام ہے اور احمدیت کا پیغام جو حقیقی اسلام کا پیغام ہے آپ میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ اس کو دنیا تک پہنچائیں اور اسکے بہتر نتائج اس وقت تک نہیں نکل سکتے جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نمازوں سے اللہ تعالیٰ کا فضل چاہو۔ دعائیں کرو۔ اس لئے نمازیں تم پر فرض کی گئی ہیں ان کو تمام تر شرائط کے ساتھ ادا کرو۔ پانچ نمازیں ہیں۔ حتی الوسع اگر کوئی جائز عذر نہیں تو باجماعت نمازوں کی ادائیگی تمہارا فرض ہے۔ اس طرف تمہاری توجہ رہے گی تو تم اس انعام کے مستحق رہو گے۔ اس سے فیض پاتے رہو گے۔ ہر قسم کے شرک سے پاک رہو گے تو برکات بھی بڑھتی چلی جائیں گی اور فیض بھی تمہارا بڑھتا چلا جائے گا اور پھر اس کے ساتھ مالی قربانی کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔ اسکے ساتھ فرمایا ان فرائض کی طرف بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے جو مالی قربانیوں سے وابستہ ہیں۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد خلافت کا نظام ہمیشہ رہنا تھا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے نظام خلافت کے وعدے کے ساتھ عبادتوں، نمازوں اور مالی قربانیوں کو رکھ کر اس طرف توجہ دلائی ہے کہ اس نظام کی حفاظت نمازوں کے قیام اور مالی قربانیوں سے ہوگی۔ اس زمانے میں جب مادہ پرستی ہوگی یعنی آج کل کے زمانے میں۔ اور دنیا ہوا و ہوس کی طرف جا رہی ہوگی خدا تعالیٰ کی طرف نظر رکھنا اور نظام جماعت کو چلانے اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی کیلئے ہر صاحب حیثیت کو مالی قربانیوں کی طرف توجہ دینی ہوگی۔ ہر احمدی کو، ہر مومن کو مالی قربانیوں کی طرف توجہ دینی ہوگی اور یہ جب ہوگا تبھی تم ہمارے رسول کی اطاعت کا حق بھی ادا کر سکو گے، خلافت کے فیض سے، انعام سے فیض اٹھاؤ گے اور یہ بات پھر مومنین کو خدا تعالیٰ کے رحم کی چادر میں لپیٹ لے گی اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی خدا تعالیٰ انعامات سے نوازتا چلا جائے گا۔ اللہ کرے کہ افراد جماعت میں یہ روح ہمیشہ قائم رہے۔

اسکے بعد پھر خدا تعالیٰ نے مومنوں کو تسلی دلائی کہ یہ خیال نہیں ہونا چاہئے کہ کفار یا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار کرنے والے کبھی ہمیں اتنا عاجز کر سکیں گے کہ ہماری ترقیاں رک جائیں گی۔ ان کی تدبیریں جتنی بھی بڑھتی چلی جائیں، ان کے مکر جتنے بھی بڑھتے چلے جائیں، ان کی کوششیں اور مخالفتیں جتنی بھی بڑھتی چلی جائیں، اللہ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ہے۔ اسکے یہ الفاظ جو ہیں ہمیں ڈھارس بندھا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت کی ڈھال کے پیچھے جماعت نے ترقی

INDIAN ROLLING SHUTTERS
WHOLESALE DEALER
SUPPLIERS OF ALL SPARES PARTS OF ROLLING SHUTTERS
Specialist in : GEAR & REMOTE SHUTTERS
Prop : HAMEED AHMAD GHOURI
Add : Beside Andhra Bank, Balapur X Road, Hyderabad (T.S)
Mobile : 09849297718

EHSAN
DISH SERVICE CENTER
Opp. Four Storey Civil Lines Qadian
All types of Dish & Mobile Recharge
(MTA کا خاص انتظام ہے)
Mobile : 9915957664, 9530536272

کرنی ہے۔ چند لوگوں کی شہادت یا کچھ لوگوں کے جیل میں بند رہنے سے یا مالی نقصان پہنچنے سے یا پہنچانے سے اللہ تعالیٰ کے منصوبوں کو تباہ نہیں کیا جا سکتا۔ مومنوں سے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ان تکلیفوں کے بدلے میں مَیں تمہیں بہترین اجر سے نوازوں گا لیکن منکرین کو اس تنبیہ اور انذار کو سامنے رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بدترین ٹھکانے سے ڈرا رہا ہے۔ ہم تو رحم کے جذبے سے مخالفین کیلئے بھی دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس انذار سے بچائے۔ اسکے اثرات سے بچائے۔ پس ہمیں تو ان سے ہمدردی ہے۔ جہاں تک ہمارا سوال ہے ہمیں تو نہ کوئی خوف ہے نہ فکر ہے۔ ہماری زندگی میں بھی انعامات کی خبر ہے اور ہماری موت کے بعد بھی ہمیں اللہ تعالیٰ اپنی رضا کی خوشخبری دیتا ہے۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ نے یہی بتایا ہے کہ جماعت کے خلاف جو بھی فرعون اٹھا اللہ تعالیٰ نے اسے اس انعام کی برکت کی وجہ سے جو خلافت کے رنگ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہے تباہ و برباد کر دیا۔

پس ہماری تاریخ تو الٰہی تائیدات اور خوف کی حالت سے امن کی حالت میں آنے سے بھری پڑی ہے۔ آج بھی وہی خدا ہے، وہی مسیح محمدی کی جماعت ہے، وہی نظام خلافت ہے جس کیلئے اللہ تعالیٰ نے خوف سے امن میں بدلنے کے وعدے کئے ہوئے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ جو نظارے ہمیں ماضی میں دکھائے گئے آئندہ بھی دکھاتا چلا جائے گا۔ پس میں مخالفین سے بھی یہ کہتا ہوں کہ اپنی دنیا و عاقبت خراب کرنے کی بجائے اس انعام سے فیض پانے کی کوشش کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے بھیجا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی، ہر فرد جماعت کو اس اطاعت کا کامل نمونہ دکھانے کی توفیق عطا فرمائے جس سے ہم اللہ تعالیٰ کے انعامات کے ہمیشہ اور پہلے سے بڑھ کر وارث بنتے چلے جائیں۔

اب اسکے بعد دعا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ تمام مہمانوں کو جو اس جلسے میں شمولیت کیلئے آئے ہوئے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام دعاؤں کا وارث بنائے۔ ایمان اور ایقان میں ان کو بڑھائے۔ اپنی حفاظت سے آپ لوگوں کو رکھے۔ گھروں میں بھی اور سفر میں بھی اور یہاں بھی۔ اب دعا کرلیں۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 18 رنومبر 2011)

اُذْکُرُوْا مَوْتَاکُمْ بِالْخَیْرِ

مکرم محمد یعقوب صاحب مرحوم آف چارکوٹ، راجوری

(از بشارت احمد بشیر، سابق مبلغ سلسلہ احمدیہ، حال مقیم جموں)

مکرم محمد یعقوب صاحب آف چارکوٹ راجوری مورخہ 19 جنوری 2021 کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ مرحوم بہت سی صفات حسنہ سے متصف تھے۔ انہوں نے ہمیشہ جماعت کے ہر کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ خاکسار نے بارہ سال بطور مبلغ انچارج صوبہ جموں کام کیا، مرحوم نے ہر موقع پر خاکسار کو غیر معمولی تعاون دیا۔ ایک بار چارکوٹ میں کانفرنس منعقد کی گئی، سڑک سے مسجد دور تھی۔ محترم مولانا بشیر احمد صاحب دہلوی چلنے سے ذرا معذور تھے۔ محترم یعقوب صاحب مرحوم نے انہیں اٹھا لیا اور مسجد میں پہنچایا۔ مولوی صاحب مرحوم نے کہا کہ آپ کو بڑی تکلیف ہوئی۔ آپ نے کہا مولوی صاحب! ایسے موقعے بار بار نہیں آتے، مجھے ایک عالم دین کو اٹھانے کا موقع ملا۔

پونچھ میں کانفرنس ہوتی تو وہاں بھی چارکوٹ کی جماعت کے کثیر افراد کو تحریک کر کے ساتھ لاتے۔ آپ بڑے خوش مزاج اور عبادت گزار تھے۔ جلسہ سالانہ قادیان پر ہر سال جاتے۔ آپ کا ایک بیٹا مدرسہ احمدیہ قادیان میں تعلیم کے دوران نہر میں ڈوب کر وفات پا گیا تھا۔ آپ نے اس صدمہ کو بڑے صبر سے برداشت کیا۔ مرحوم کے خاکسار کے ساتھ بڑے اچھے تعلقات تھے۔ جہاں بھی جاتے وہاں سے خاکسار کو ضرور فون کرتے۔ گزشتہ دنوں بڈھانوں جماعت سے ڈونگی جاتے ہوئے نوشہرہ سے مجھے فون کیا کہ مجھے آپ بہت یاد آتے ہو۔ یہ خوبیاں شاذ شاذ افراد میں پائی جاتی ہیں۔ آپ ایک قدآور شخصیت تھے۔ ہر شخص سے بڑی خوش اسلوبی سے ملتے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔ ☆☆

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

مسیح وقت اب دنیا میں آیا — خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا
مبارک وہ جو اب ایمان لایا — صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

وہ آیا منتظر جس کے تھے دن رات — معمہ کھل گیا روشن ہوئی بات
دکھائیں آسماں نے ساری آیات — زمیں نے وقت کی دے دیں شہادات

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگولین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

ملکی رپورٹ

جماعت احمدیہ کڈلائی میں تربیتی اجلاس کا انعقاد

مورخہ 17 جنوری 2021 کو جماعت احمدیہ کڈلائی میں ایک تربیتی اجلاس مکرم ٹی شمس الدین صاحب ناظم انصار اللہ ضلع کنور منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم معشوق صاحب نے کی۔ نظم عزیزم شازل احمد نے پڑھی۔ بعدہ مکرم پی پی مصطفیٰ صاحب سیکرٹری امور عامہ اور مکرم راجہ جمیل احمد صاحب انسپکٹر اخبار بدر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت کے ارشادات کی روشنی میں مختلف تربیتی امور پر تقریر کی۔ بعد ازاں مکرم رزل احمد صاحب نے سوشل میڈیا کے بداثرات اور ان سے بچاؤ کے موضوع پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (عبدالمالک، صدر جماعت کڈلائی کنور)

جماعت احمدیہ احمد آباد میں مجلس انصار اللہ کا تربیتی جلسہ

مورخہ 14 جنوری 2021 کو بعد نماز ظہر و عصر مجلس انصار اللہ کا پہلا تربیتی جلسہ احمدیہ مشن ہاؤس احمد آباد میں مکرم سید نعیم احمد صاحب زعیم انصار اللہ احمد آباد کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم خاکسار نے کی۔ عہد مجلس انصار اللہ کے بعد مکرم سید کلیم ارشد صاحب نے ایک نظم خوش الحانی سے پیش کی۔ مکرم عبدالغفار صاحب نے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ کر سنائی۔ مکرم سید کلیم ارشد صاحب نے ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اقتباس پڑھ کر سنایا۔ بعد ازاں خاکسار نے نماز کی اہمیت پر تقریر کی۔ اس موقع پر جماعت احمد آباد میں مجلس انصار اللہ کا قیام عمل میں آیا۔ قبل ازیں مجلس میں دو ہی انصار تھے۔ امسال چند خدام کے انصار میں شامل ہونے پر باقاعدہ طور پر مجلس انصار اللہ کا قیام عمل میں آیا الحمد للہ۔ آخر پر صدر اجلاس نے مجلس کے قیام کی غرض و غایت بیان کی۔ دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (سید عبدالہادی کاشف، مبلغ سلسلہ احمد آباد گجرات)

وائس چانسلر سینٹرل یونیورسٹی گلبرگہ سے احمدیہ وفد کی ملاقات

مورخہ 21 رجنوری 2021 کو مکرم فہیم احمد نور صاحب سابق امیر ضلع رائچور، مکرم مولانا نورالحق خان صاحب اور ایک زیر تبلیغ دوست اور خاکسار ایک وفد کی صورت میں سینٹرل یونیورسٹی گلبرگہ پہنچے۔ قبل ازیں وائس چانسلر سے ملاقات کا وقت لے لیا گیا تھا۔ وفد کے مختصر تعارف کے بعد مکرم فہیم احمد نور صاحب نے بزبان انگلش جماعت احمدیہ کا تعارف کراتے ہوئے حقیقی اسلامی تعلیمات کو بہتر انداز میں پیش کیا جن کا وائس چانسلر صاحب اور ان کے ساتھ بیٹھے غیر مسلم افراد پر بہت اچھا اثر ہوا۔ وائس چانسلر صاحب نے برملا اس بات کا اعتراف کیا کہ آج ہم اسلام کی حقیقی تعلیمات سے متعارف ہوئے ہیں۔ میرے دل میں بھی اسلام کے متعلق کچھ خدشات تھے لیکن آج وہ دور ہو گئے اور معلوم ہوا کہ اسلام امن اور شانتی کا مذہب ہے۔ میں احمدیہ جماعت کے وفد کا شکر گزار ہوں جنہوں نے آج مجھے حقیقی اسلامی تعلیمات سے روشناس کرایا ہے۔ بعدہ موصوف کی خدمت میں جماعت کا لٹریچر پیش کیا گیا جو موصوف نے نہایت احترام کے ساتھ کھڑے ہو کر قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے آمین۔ (محمد عمر تیماپوری، سابق صدر جماعت گلبرگہ، کرناٹک)

جماعت احمدیہ فلک نما میں تقریب یوم جمہوریہ کا انعقاد

مورخہ 26 جنوری 2021 کو احمدیہ مسجد فلک نما میں 72 ویں تقریب یوم جمہوریہ کا انعقاد کیا گیا۔ محترمہ شیخ فرحین صاحبہ اور مکرم عظمت اللہ غوری صاحب امیر جماعت حیدر آباد بطور مہمان خصوصی شامل ہوئے اور پرچم کشائی کی۔ امیر صاحب نے اپنے خطاب میں بتایا کہ ہمیں ایک دن پرچم کشائی کر کے خوش نہیں ہو جانا چاہئے بلکہ ملک سے ہمیشہ محبت اور عقیدت کا تعلق قائم رہنا چاہئے۔ آپ نے ہندوستانی ثقافت کو برقرار رکھتے ہوئے آپسی بھائی چارے کے ساتھ اس تقریب کو منانے کی تلقین کی۔ (محمد کلیم خان، مبلغ انچارج حیدر آباد)

جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ میں ہفتہ قرآن کریم کا انعقاد

جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ میں مورخہ 23 تا 29 جنوری 2021 ہفتہ قرآن کریم منعقد کیا گیا۔ روزانہ تلاوت قرآن کریم، نظم کے علاوہ قرآن مجید کے متعلق مختلف موضوعات پر تقاریر ہوئیں۔ افتتاحی تقریب مکرم بشارت احمد صاحب صدر جماعت چنتہ کنٹہ کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ مورخہ 29 جنوری کو مسجد فضل عمر چنتہ کنٹہ میں اختتامی تقریب مکرم محمود احمد بابو صاحب امیر ضلع محبوب نگر کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد دو بچوں عزیزم انتصار احمد ابن مکرم فراز احمد صاحب اور عزیزہ ھبۃ الملک بنت مکرم خواجہ معین الدین صاحب کی تقریب آمین منعقد ہوئی۔ بعدہ قرآن مجید کے متعلق مختلف موضوعات پر تقاریر ہوئیں۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (بی ابرار احمد، قائد مجلس خدام الاحمدیہ چنتہ کنٹہ)

جماعت احمدیہ کبیرہ میں تربیتی اجلاس کا انعقاد

مورخہ 10 جنوری 2021 کو جماعت احمدیہ کبیرہ ساؤتھ چوبیس پرگنہ میں صدر جماعت کبیرہ کی زیر صدارت ایک تربیتی اجلاس منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مختلف تربیتی موضوعات پر تقاریر ہوئیں۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (شیخ علام الدین احمد شاہد، مبلغ سلسلہ کبیرہ بنگال)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور خلیفہ راشد حضرت علیؓ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 11رد سمبر 2020 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال جنگ احد میں حضرت مصعبؓ کے شہید ہونے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسلامی جھنڈا کس کے سپرد کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مصعبؓ کے شہید ہونے پر رسول اللہؐ نے جھنڈا حضرت علیؓ کے سپرد کیا۔

سوال جنگ احد کے موقع پر حضرت علیؓ نے کیا جوہر دکھائے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: غزوۂ احد کے موقع پر مشرکین کے علمبردار طلحہ بن ابوطلحہ نے حضرت علیؓ کو للکارا۔ انہوں نے آگے بڑھ کر ایسا وار کیا کہ وہ زمین پر ڈھیر ہو کر تڑپنے لگا۔ حضرت علیؓ نے یکے بعد دیگرے کفار کے علمبرداروں کو تہِ تیغ کیا۔ رسول اللہؐ نے کفار کی ایک جماعت دیکھ کر حضرت علیؓ کو ان پر حملہ کرنے کا ارشاد فرمایا۔ حضرت علیؓ نے عمرو بن عبداللہ جُمَحِی کو قتل کر کے انہیں منتشر کر دیا۔

سوال جنگ احد میں حضرت علیؓ نے جب شیبہ بن مالک کو ہلاک کیا تو حضرت جبریل نے آنحضرتؐ سے کیا کہا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت علیؓ نے شَیْبَہ بِنْ مَالِکْ کو ہلاک کیا تو حضرت جبرئیلؑ نے کہا یا رسول اللہؐ! یقیناً یہ (حضرت علی) ہمدردی کے لائق ہے، تو رسول اللہؐ نے فرمایا ہاں علیؓ مجھ سے ہے اور میں علیؓ سے ہوں۔ تو جبرئیلؑ نے کہا کہ میں آپ دونوں میں سے ہوں۔

سوال حضرت علیؓ نے جب جنگ احد کے شہدا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نہ پایا تو آپ نے کیا کہا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ احد میں جب رسول اللہؐ کے پاس سے لوگ ہٹ گئے تو میں نے شہداء کی لاشوں میں دیکھنا شروع کیا تو ان میں رسول اللہؐ کو نہ پایا۔ تب میں نے کہا خدا کی قسم! رسول اللہؐ نہ بھاگنے والے تھے اور نہ ہی میں نے آپؐ کو شہداء میں پایا ہے لیکن اللہ ہم سے ناراض ہوا اور اس نے اپنے نبی کو اٹھا لیا ہے پس اب میرے لیے بھلائی یہی ہے کہ میں لڑوں یہاں تک کہ قتل کر دیا جاؤں۔ پھر میں نے اپنی تلوار کی میان توڑ ڈالی اور کفار پر حملہ کیا۔ وہ اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہؐ ان کے درمیان ہیں۔

سوال جنگ احد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جو زخم آیا تھا اس کے متعلق حضور انور نے کیا روایت بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ آپؐ کا زخم دھو رہی تھیں اور حضرت علیؓ ڈھال سے پانی ڈال رہے تھے۔ حضرت فاطمہؓ نے دیکھا کہ پانی خون کو اَور نکال رہا ہے تو انہوں نے بوریہ کا ایک ٹکڑا لیا اور اسکو جلایا اور ان کے ساتھ چپکا دیا جس سے خون رُک گیا۔

سوال جنگ احد سے واپس آنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علیؓ کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کو اپنی تلوار دی اور کہا اس کو دھو دو۔ آج اس تلوار نے بڑا کام کیا ہے۔ رسول کریمؐ نے حضرت علیؓ کی یہ بات سن کر فرمایا: علیؓ! تمہاری ہی تلوار نے کام نہیں کیا اَور بھی بہت سے تمہارے بھائی ہیں جن کی تلواروں نے جوہر دکھائے ہیں۔ ان کی تلواریں تمہاری تلوار سے کم تو نہ تھیں۔

سوال جنگ خندق کب ہوئی اور اس میں کفار کے لشکر کو کیا مشکل پیش آئی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: غزوۂ خندق شوال پانچ ہجری میں ہوا۔ کفار کے لشکر نے مدینہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ وہ خندق میں کوئی ایسی تنگ جگہ تلاش کرنے لگے جہاں سے وہ اپنے گھڑ سوار نبیؐ اور آپؐ کے اصحاب تک پہنچا دیں مگر انہیں کوئی جگہ نہ ملی۔ انہوں نے کہا کہ یہ ایسی تدبیر ہے جس کو عرب میں آج تک کسی نے نہیں کیا تھا۔

سوال جنگ خندق میں جب عمرو بن عبدِ وُدّ نے مقابلے کے لیے بلایا تو حضرت علیؓ نے آنحضرتؐ سے کیا عرض کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت علیؓ نے کہا کہ یا رسول اللہؐ! میں اس سے مقابلے کیلئے نکلوں گا تو رسول اللہؐ نے انہیں اپنی تلوار دی اور عمامہ باندھا اور دعا کی کہ اے اللہ! اس یعنی عمرو بن عبدِ وُدّ کے مقابل میں اس کی مدد کر۔ حضرت علیؓ اس کے مقابلہ کیلئے نکلے۔ دونوں جب مقابلے پہ آئے تو ان دونوں کے درمیان مٹی کا غبار اٹھا۔ حضرت علیؓ نے اسے ہلاک کر دیا اور اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔

سوال جنگ خندق میں مقابلے سے قبل حضرت علیؓ اور عمرو بن عبدِ وُدّ میں کیا بات چیت ہوئی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت علیؓ نے عمرو سے کہا میں نے سنا ہے کہ تم نے یہ عہد کیا ہوا ہے کہ اگر قریش میں سے کوئی تم سے دو باتوں کی درخواست کرے گا تو تم ان میں سے ایک بات ضرور مان لو گے۔ عمرو نے کہا ہاں۔ حضرت علیؓ نے کہا تو پھر میں پہلی بات تم سے یہ کہتا ہوں کہ مسلمان ہو جاؤ۔ عمرو نے کہا یہ نہیں ہوسکتا۔ حضرت علیؓ نے کہا پھر آؤ میرے ساتھ لڑنے کو تیار ہو جاؤ۔ اس پر عمرو ہنسنے لگا اور کہنے لگا میں نہیں سمجھتا تھا کہ کوئی شخص مجھ سے یہ الفاظ کہہ سکتا ہے۔ پھر اس نے حضرت علیؓ کا نام و نسب پوچھا اور ان کے بتانے پر کہنے لگا کہ بھتیجے تم ابھی بچے ہو۔ میں تمہارا خون نہیں گرانا چاہتا۔ اپنے بڑوں میں سے کسی کو بھیجو۔ حضرت علیؓ نے جواب میں کہا کہ تم میرا خون تو نہیں گرانا چاہتے مگر مجھے تمہارا خون گرانے میں تامل نہیں ہے۔

سوال عمرو بن عبدِ وُدّ کے قتل ہونے پر کفار نے آنحضرتؐ کو کیا پیغام بھیجا اور آپ نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: عمرو بن عبدِ وُدّ کے قتل ہونے کے بعد کفار نے رسول اللہؐ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ وہ اسکی لاش دس ہزار درہم کے بدلے میں خرید لیں گے تو آپؐ نے فرمایا: اسے لے جاؤ۔ ہم مُردوں کی قیمت نہیں کھاتے۔

سوال صلح حدیبیہ کے موقع پر جب کفار کے مطالبے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علیؓ سے کہا کہ معاہدے میں سے محمد کا لفظ مٹا دو تو حضرت علیؓ نے کیا کہا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آپؐ نے حضرت علیؓ کو فرمایا کہ ”علی! اس لفظ کو مٹا دو مگر حضرت علیؓ ایسے انسان جو فرمانبرداری اور اطاعت کا نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا نمونہ تھے ان کا دل بھی کانپنے لگ گیا۔ ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ! یہ لفظ مجھ سے نہیں مٹایا جاتا۔ رسول کریمؐ نے فرمایا لاؤ مجھے کاغذ دو اور کاغذ لے کر جہاں رسول اللہ کا لفظ لکھا تھا اسے اپنے ہاتھ سے مٹا دیا۔

سوال غزوۂ خیبر کب ہوا اور اس میں حضرت علیؓ نے کفار کے کس سردار کو قتل کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: غزوۂ خیبر جو محرم اور صفر سات ہجری میں ہوا، اس میں حضرت علیؓ نے ان کے سردار مَرْحَبْ کو قتل کیا۔ آپؐ نے حضرت علیؓ کو جھنڈا دیا۔ مَرحب نکلا اور اس نے کہا کہ خیبر جانتا ہے کہ میں مَرحب ہوں۔ ہتھیار بند بہادر تجربہ کار جبکہ جنگیں شعلے بھڑکا رہی ہوتی ہیں۔ حضرت علیؓ نے کہا میرا نام میری ماں نے حیدر رکھا ہے۔ ہیبت ناک شکل والے شیر کی مانند جو جنگلوں میں ہوتا ہے۔ پھر حضرت علیؓ نے مَرحب کے سر پر ضرب لگائی اور قتل کر دیا۔

سوال غزوہ خیبر کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علیؓ کے متعلق کیا پیشگوئی فرمائی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: رسول اللہؐ کو خدا تعالیٰ نے بتایا کہ اس شہر کی فتح حضرت علیؓ کے ہاتھ پر مقدر ہے۔ آپؐ نے صبح کے وقت یہ اعلان کیا کہ میں اسلام کا سیاہ جھنڈا آج اس کے ہاتھ میں دوں گا جس کو خدا اور اس کا رسول اور مسلمان پیار کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اس قلعہ کی فتح اس کے ہاتھ پر مقدر کی ہے۔ دوسری صبح آپؐ نے حضرت علیؓ کو بلایا اور جھنڈا ان کے سپرد کیا۔

سوال غزوہ خیبر میں حضرت علیؓ نے کیا ایمان افروز اور قابل تقلید نمونہ پیش کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جنگ خیبر میں حضرت علیؓ کا ایک یہودی جرنیل سے مقابلہ ہوا۔ آپ نے اسے گرا لیا اور اسکی چھاتی پر چڑھ کر بیٹھ گئے اور ارادہ کیا کہ تلوار سے اس کی گردن کاٹ دیں۔ اس یہودی نے آپؓ کے منہ پر تھوک دیا۔ اس پر آپؓ اسے چھوڑ کر الگ کھڑے ہو گئے۔ وہ یہودی سخت حیران ہوا اور حضرت علیؓ سے پوچھا کہ آپ مجھے چھوڑ کر الگ کیوں ہو گئے؟ آپؓ نے فرمایا کہ میں تم سے خدا کی رضا کیلئے لڑ رہا تھا مگر جب تم نے میرے منہ پر تھوک دیا تو مجھے غصہ آ گیا اور میں نے سمجھا کہ اب اگر میں تم کو قتل کروں گا تو میرا قتل کرنا اپنے نفس کیلئے ہوگا، خدا کیلئے نہیں ہوگا۔

سوال فتح مکہ سے قبل جب ایک صحابی نے نادانی میں آپؐ کے دس ہزار سپاہیوں کے ساتھ مکہ کوچ کی خبر مکہ والوں کو پہنچانی چاہی تو اس موقع پر کیا واقعہ پیش آیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرتؐ کے ایک صحابی نے اپنے رشتہ داروں کو مکہ پر مسلمانوں کے حملہ کی خبر پوشیدہ طور پر پہنچانی چاہی لیکن آنحضرتؐ کو الہام کے ذریعہ یہ بات بتا دی گئی۔ آپؐ نے حضرت علیؓ اور چند صحابہ کو بھیجا کہ فلاں جگہ ایک عورت ہے اس سے جا کر کاغذ لے آؤ۔ انہوں نے وہاں پہنچ کر اس عورت سے کاغذ مانگا تو اس نے انکار کر دیا۔ بعض صحابہ نے کہا کہ شاید رسول کریمؐ کو غلطی لگی ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا نہیں۔ آپؐ کی بات کبھی غلط نہیں ہوسکتی۔ جب تک اس سے کاغذ نہ ملے میں یہاں سے نہ ہٹوں گا۔ انہوں نے اس عورت کو ڈانٹا تو اس نے کاغذ نکال کر دے دیا۔

سوال جنگ تبوک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علیؓ کو کیا مقام و مرتبہ عطا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: غزوۂ تبوک رجب 9رہجری میں ہوا۔ آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ کو مدینہ میں اپنا قائمقام مقرر فرمایا۔ حضرت علیؓ نے کہا: کیا آپؐ مجھے بچوں اور عورتوں میں پیچھے چھوڑ کر جاتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم خوش نہیں ہوتے کہ تمہارا مقام مجھ سے وہی ہے جو ہارون کا موسیٰ سے تھا مگر یہ بات ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ ★

جمعہ کی اہمیت، فرضیت، آداب اور جمعۃ الوداع کی حقیقت پر ایمان افروز بیان

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 21رنومبر 2003 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال خطبہ جمعہ کے آغاز میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کون سی آیت کریمہ تلاوت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: سورۃ الجمعہ کی آیت يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۔ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (آیات 11،10) تلاوت فرمائیں۔

سوال حضور انور نے ان آیات کا کیا ترجمہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب جمعہ کے دن کے ایک حصّہ میں نماز کیلئے بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف جلدی کرتے ہوئے بڑھا کرو اور تجارت چھوڑ دیا کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ پس جب نماز ادا کی جا چکی ہو تو زمین میں منتشر ہو جاؤ اور اللہ کے فضل میں سے کچھ تلاش کرو اور اللہ کو بکثرت یاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

سوال حضور انور نے رمضان کے آخری جمعے کے متعلق غیر احمدیوں کا کیا عقیدہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آج رمضان کا آخری جمعہ ہے جس کو جمعۃ الوداع کہنے کی ایک اصطلاح چل پڑی ہے۔ غیروں میں تو یہ عقیدہ بھی پایا جاتا ہے کہ جمعۃ الوداع کے دن چار رکعت نماز پڑھ لو تو قضائے عمری ادا ہو گئی۔ اب نمازیں پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ جو نمازیں نہیں پڑھی گئی تھیں پوری ہو گئیں۔ جمعۃ الوداع آئے گا تو چار رکعت نماز پڑھ لیں گے، پھر چھٹی ہوگئی ایک سال کی۔

سوال حضور انور نے کس بات پر حیرت کا اظہار فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ان کی ایسی حرکتوں پر اتنی حیرت نہیں ہوتی کہ انہوں نے تو یہ کرنا ہی ہے لیکن حیرت اس بات پر ہوتی ہے کہ جنہوں نے اس زمانہ کے امام کو مانا اور پھر وہ اپنے دین کی حفاظت نہ کریں۔ عام حالات میں اتنی پابندی سے جمعہ پر نہیں آتے جس اہتمام سے رمضان کے اس آخری جمعہ پر آیا جاتا ہے۔ حالانکہ حکم تو یہ ہے کہ پانچ وقت کی نمازوں کے لئے بھی مسجد میں آؤ۔

سوال حضور انور نے افراد جماعت کو قیام نماز کے متعلق کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں شامل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، ہمارا یہ کام نہیں ہے کہ دوسروں کی دیکھا دیکھی ہم بھی دنیاوی دھندوں میں اتنے محو ہو جائیں کہ نمازیں تو ایک طرف، جمعہ کی ادائیگی بھی باقاعدگی سے نہ کرسکیں۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کبائر سے بچنے والے کو کیا خوشخبری عطا فرمائی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ کبائر سے بچنے والے کے لئے پانچ نمازیں، ایک جمعہ سے اگلے جمعہ تک اور ایک رمضان سے اگلے رمضان تک کفارہ ہوتا ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قضائے عمری کے

متعلق کیا ارشاد فرمایا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ سے سوال ہوا کہ جمعۃ الوداع کے دن لوگ چار رکعت نماز پڑھتے ہیں اور اس کا نام قضاء عمری رکھتے ہیں اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ گزشتہ نمازیں جو ادا نہیں کیں، اُن کی تلافی ہو جاوے، اس کا کوئی ثبوت ہے یا نہیں؟ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: یہ ایک فضول امر ہے ...... اگر کسی شخص نے عمداً نماز اس لئے ترک کی ہے کہ قضائے عمری کے دن پڑھ لوں گا تو اُس نے ناجائز کیا ہے اور اگر ندامت کے طور پر تدارک مافات کرتا ہے تو پڑھنے دو کیوں منع کرتے ہو آخر دعا ہی کرتا ہے۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دنوں میں سے سب سے بہتر دن کسے قرار دیا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: دنوں میں بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے۔ اس میں آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اسی دن وہ جنت میں داخل کئے گئے اور اسی دن ھبوط آدم ہوا۔ اور اس میں ایک ایسی گھڑی ہے جس میں مسلمان بندہ جو بھی اللہ تعالیٰ سے طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عطا کر دیتا ہے۔

سوال جمعہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کیا عمل بکثرت کرنے کی تاکید فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس روز تم مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔ اور تمہارا درود مجھے پہنچایا جائے گا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جب آپؐ کا وجود بوسیدہ ہو چکا ہوگا تو اس وقت ہمارا درود آپؐ کو کیسے پہنچایا جائے گا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے وجودوں کو زمین پر حرام کر دیا ہے۔

سوال آنحضرتؐ نے جمعہ کے دن کی کیا اہمیت بیان فرمائی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جمعہ کی اہمیت کے بارہ میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: کہ جب جمعہ کا دن ہوتا ہے مسجد کے ہر دروازے پر فرشتے ہوتے ہیں۔ وہ مسجد میں پہلے آنے والے کو پہلا لکھتے ہیں اور اسی طرح وہ آنے والوں کی فہرست ترتیب وار تیار کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب امام خطبہ دے کر بیٹھ جاتا ہے تو وہ اپنا رجسٹر بند کر دیتے ہیں۔

سوال قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے حضور لوگ کس ترتیب سے بیٹھے ہوں گے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے حضور جمعوں میں آنے کے حساب سے بیٹھے ہوں گے یعنی پہلا، دوسرا، تیسرا، پھر انہوں نے کہا چوتھا اور چوتھا بھی اللہ تعالیٰ کے دربار میں بیٹھنے کے لحاظ سے کوئی دُور نہیں۔

سوال جمعہ کے دن آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسلمانوں کے لیے کس بات کو لازمی قرار دیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ: یہ دن (جمعہ) عید ہے جسے اللہ نے مسلمانوں کے لئے بنایا ہے۔ پس جو کوئی جمعہ پر آئے اُسے چاہئے کہ وہ غسل کرے اور جس کے پاس خوشبو ہو وہ خوشبو لگائے اور مسواک کرنا اپنے لئے لازمی کر لو۔ حضرت سُمرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: نماز جمعہ پڑھنے آیا کرو اور امام کے قریب ہو کر بیٹھا کرو۔

سوال جو لوگ عبادت نہیں کرتے انہیں اللہ تعالیٰ نے کس بات سے ڈرایا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرت نے فرمایا: دعا ہی عبادت ہے۔ پھر آپؐ نے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ ؕ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ عَنۡ عِبَادَتِیۡ سَیَدۡخُلُوۡنَ جَہَنَّمَ دٰخِرِیۡنَ (المومن: 61) یعنی تمہارا ربّ فرماتا ہے کہ مجھ سے مانگو مَیں قبول کروں گا۔ وہ لوگ جو تکبر کی وجہ سے میری عبادت نہیں کرتے وہ جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔

سوال جو مسلمان دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کیا معاملہ کرتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب بھی کوئی مسلمان کوئی ایسی دعا کرتا ہے جس میں کوئی گناہ کی بات یا قطع رحمی کا عنصر نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے تین باتوں میں سے ایک ضرور عطا کر دیتا ہے۔ یا تو اس کی دعا جلد سنی جاتی ہے۔ یا اس دعا کو آخرت کے دن اس کے کام آنے کے لئے ذخیرہ کر لیا جاتا ہے۔ یا پھر اللہ تعالیٰ اسی قدر اس کی برائی اس سے دُور کر دیتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا پھر تو ہم بہت دعا مانگیں گے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس سے بھی بڑھ کر عطا کرنے پر قادر ہے۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ نے دعا کی کیا افادیت بیان فرمائی ہے؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ جو شخص روح کی سچائی سے دعا کرتا ہے وہ ممکن نہیں کہ حقیقی طور پر نامراد رہ سکے۔ بلکہ وہ خوشحالی جو نہ صرف دولت سے مل سکتی ہے اور نہ حکومت اور نہ صحت سے بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہے، جس پیرایہ میں چاہے وہ عنایت کر سکتا ہے۔ ہاں وہ کامل دعاؤں سے عنایت کی جاتی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ چاہتا ہے تو ایک مخلص صادق کو عین مصیبت کے وقت میں دعا کے بعد وہ لذت حاصل ہو جاتی ہے جو ایک شہنشاہ کو تخت شاہی پر حاصل نہیں ہو سکتی۔ سو اسی کا نام حقیقی مرادیابی ہے جو آخر دعا کرنے والوں کو ملتی ہے۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ نے دعا کی قبولیت کے کتنے اسباب بیان فرمائے ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ دعا جو خدا تعالیٰ کے پاک کلام نے مسلمانوں پر فرض کی ہے اس کی فرضیت کے چار سبب ہیں۔ ایک یہ کہ تا ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت میں خدا تعالیٰ کی طرف رجوع ہو کر توحید پر پختگی حاصل ہو۔ دوسرے یہ کہ تا دعا کے قبول ہونے اور مراد کے ملنے پر ایمان قوی ہو۔ تیسرے یہ کہ اگر کسی اور رنگ میں عنایت الٰہی شامل حال ہو تو علم اور حکمت زیادت پکڑے۔ چوتھے یہ کہ اگر دعا کی قبولیت کا الہام اور رؤیا کے ساتھ وعدہ دیا جائے اور اُسی طرح ظہور میں آوے تو معرفت الٰہی ترقی کرے۔

سوال حضور انور نے افراد جماعت کو رمضان کے بقیہ دنوں میں کیا کرنے کی تلقین فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: پس آئیں ہم سب مل کر ہمارا بچہ، ہمارا جوان، ہمارا بوڑھا، ہماری عورتیں، ہمارے مرد، آج اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر دعائیں کریں اور رمضان کے ان بقیہ دنوں میں جو کمیاں رہ گئی ہیں انہیں پورا کرنے کی کوشش کریں۔ اپنی راتوں کو اپنی عبادات کے ساتھ زندہ کریں۔ اپنے دنوں کو ذکر الٰہی سے تر رکھیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس کا رحم اور فضل طلب کریں۔

سوال حضور انور نے خطبہ جمعہ کے آخر میں کیا دعائیں کیں؟

جواب حضور انور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیوں اور کمزوریوں کو معاف فرمائے، ہماری پردہ پوشی فرمائے، ہمارے پر اپنے رحم اور کرم کی نظر کرے، اللہ تعالیٰ ہمارے ان بھائیوں پر رحم اور فضل فرمائے جو صرف اس وجہ سے تنگ کئے جا رہے ہیں کہ انہوں نے زمانے کے امام کو پہچانا اور مانا۔ ☆☆

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

کسوف وخسوف کے ظہور کی خبر سن کر مولوی پریشان ہو گئے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

جن دنوں میں جنتریوں کے ذریعہ سے یہ مشہور ہوا تھا کہ حال کے رمضان میں سورج اور چاند دونوں کو گرہن لگے گا اور لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ یہ امام موعود کے ظہور کا نشان ہے تو اس وقت مولویوں کے دلوں میں یہ دھڑکہ شروع ہو گیا تھا کہ مہدی اور مسیح ہونے کا مدعی تو یہی ایک شخص میدان میں کھڑا ہے، ایسا نہ ہو کہ لوگ اس کی طرف جھک جائیں، تب اس نشان کے چھپانے کے لئے اوّل تو بعض نے یہ کہنا شروع کیا کہ اس رمضان میں ہرگز کسوف خسوف نہیں ہوگا بلکہ اُس وقت ہوگا کہ جب اُن کے امام مہدی ظہور فرما ہوں گے۔ اور جب رمضان میں خسوف کسوف ہو چکا تو پھر یہ بہانہ پیش کیا کہ یہ کسوف خسوف حدیث کے لفظوں کے مطابق نہیں، کیونکہ حدیث میں یہ ہے کہ چاند کو گرہن اوّل رات میں لگے گا اور سورج کو گرہن درمیان کی تاریخ میں لگے گا، حالانکہ اس کسوف خسوف میں چاند کو گرہن تیرھویں رات میں لگا اور سورج کو گرہن اٹھائیس تاریخ کو لگا۔ اور جب ان کو سمجھایا گیا کہ حدیث میں مہینے کی پہلی تاریخ مراد نہیں۔ اور پہلی تاریخ کے چاند کو قمر نہیں کہہ سکتے اس کا نام تو ہلال ہے۔ اور حدیث میں قمر کا لفظ ہے نہ ہلال کا لفظ۔ سو حدیث کے معنے یہ ہیں کہ چاند کو اس پہلی رات میں گرہن لگے گا جو اس کے گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات ہے یعنی مہینہ کی تیرھویں رات۔ اور سورج کو درمیان کے دن میں گرہن لگے گا یعنی اٹھائیس تاریخ جو اس کے گرہن کے دنوں میں سے درمیانی دن ہے۔ تب یہ نادان مولوی اس صحیح معنے کو سن کر بہت شرمندہ ہوئے۔

(ضرورۃ الامام رُوحانی خزائن جلد 13 صفحہ 507)

ایک ہزار روپے کا پُرشوکت انعامی چیلنج

اُس کامل کی شان میں دلیری مت کر جو عجم اور عرب سے زیادہ فصیح اور شرق وغرب میں مقبول ہے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

چاند گرہن رمضان کی پہلی تاریخ میں ہرگز نہیں ہوگا اور کوئی صورت نہیں کہ پہلی رات واقع ہو کیونکہ اس عبارت میں قمر کا لفظ موجود ہے اور اس نیرّ پر تین رات تک قمر کا لفظ بولا نہیں جاتا بلکہ تین رات کے بعد اخیر مہینہ تک قمر بولا جاتا ہے۔ اور قمر اس واسطے نام رکھا گیا کہ وہ خوب سفید ہوتا ہے اور تین رات سے پہلے ضرور ہلال کہلاتا ہے اور اس میں کسی کو کلام نہیں اور یہ وہ امر ہے جس پر تمام اہل عرب کا اس زمانہ تک اتفاق ہے اور کوئی اہل زبان میں سے اس کا مخالف نہیں اور نہ انکاری مگر وہ شخص جس کی بصیرت گم ہو گئی ہے اور معرفت مرگئی ہے اور ایسا کلمہ کسی مونہہ سے نہیں نکلے گا بجز اس کے جو غبی جاہل ہو یا وہ جو کینہ ور اور دیدہ دانستہ اپنے تئیں جاہل بناتا ہو اور عقلمندوں کے مونہہ سے تُو ایسا کلمہ نہیں سنے گا۔ اور اگر تجھے شک ہو تو قاموس اور تاج العروس اور صحاح اور ایک بڑی کتاب مُسمّٰی لسان العرب اور ایسا ہی تمام کتب لغت اور ادب اور شاعروں کے شعر اور قدماء کے قصیدے غور سے دیکھ اور ہم ہزار روپیہ انعام تجھ کو دیں گے اگر تو اس کے برخلاف ثابت کر سکے۔ پس تُو سید الانبیاء کے کلام اور امام البُلَغاء کے کلموں کو ان کے اصل معنوں سے مت پھیر۔ اور اے مسکین خدا تعالیٰ سے ڈر اور اُس کامل کی شان میں دلیری مت کر جو عجم اور عرب سے زیادہ فصیح اور شرق و غرب میں مقبول ہے۔ کیا تیرا دل اس بات پر فتویٰ دیتا ہے، کیا تیرا دل اس بات پر راضی ہے کہ وہ اعرف اور افصح جس کو کلمات جامعہ عطا ہوئے اور کلام جامع اس کو ملا اور تمام کلمات اس کی فصاحت اور بلاغت کے موتیوں سے اور عربی کے نادر مضمونوں سے اور لطائف ادبیہ سے اور لغت کے مغزوں سے اور حقائق حکمیہ سے پُر تھے وہی اس لغزش میں مبتلا ہو اور صحیح اور فصیح لفظ چھوڑ کر ایک غیر محاورہ اور ردّی اور غلط لفظ استعمال کرے۔ بلکہ مسلّمات قوم کے مخالف بیان کرے اور بلغائے زمانہ کے مقبول لفظوں کو چھوڑ دے اور ہنسنے والوں کیلئے ہنسی کی جگہ ہو جائے۔ اور بخدا یہ خطاء مبین اور لغزش ذلیل کرنے والی کسی منجمد عقل اور سطحی رائے سے بھی صادر نہیں ہو سکتی پس کیونکر اُس سے صادر ہو جو فصاحت کے میدان کا سوار ہے بلکہ سواروں کا سردار ہے تمہیں کیا ہو گیا جو تم اللہ اور رسول کی عزت کو نہیں دیکھتے۔ اَے دلیری کرنے والوں کے گروہ کیا تمہارا بخل تمہیں بہت پیارا اور عزیز ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ پیار نہیں۔

قریب ہے جو اس شوخی اور جرأت کی شامت سے آسمان پھٹ جائیں

سو تم خدائے بزرگ سے ڈرو اور حق کی دعوت قبول کرو

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

کیا تم نہیں پہچانتے کہ یہ لفظ اس محل میں خلاف محاورہ اور مجہول ہے اور اہل زبان کے کلمات میں اس کا استعمال ثابت نہیں اور کسی بلیغ غیر بلیغ کی عبارت میں یہ لفظ پایا نہیں گیا اور کسی غبی رطب یابس جمع کرنے والے نے بھی اضطرار کے وقت اس لفظ کو نہیں لکھا پس کس طرح اس کی زبان پر جاری ہوتا جو سلطان الفصاحت اور سپہ سالار ہے اور اس لفظ سے تمہاری عقلیں آزمائی گئیں اور تمہاری نقل کا اندازہ ہو گیا اور تمہارا اندازہ علم اور فضل اور حقیقت ادب اور تمہاری اونچی زمین کے باغ کی حقیقت سب کھل گئی کیونکہ تم نے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس چیز کو نسبت دی جو کسی جاہل سے جاہل کی طرف منسوب نہیں کر سکتے قریب ہے جو اس شوخی اور جرأت کی شامت سے آسمان پھٹ جائیں سو تم خدائے بزرگ سے ڈرو اور حق کی دعوت قبول کرو جیسا کہ ہدایت یافتہ لوگ قبول کرتے ہیں۔

(نُورالحق حصہ دوم رُوحانی خزائن جلد 8، صفحہ 198)

آئندہ شمارہ میں انشاء اللہ ہم سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور انعامی چیلنج قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے۔ (منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......

وصـــایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگرکسی صاحب کوکسی وصیت پرکوئی اعتراض ہوتو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر10222: مَیں بلقیس خاتون زوجہ مکرم طاہر احمد صاحب،قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر23 سال پیدائشی احمدی، ساکن تالگرام ضلع مرشد آباد صوبہ مغربی بنگال، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 20ردسمبر 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے: زیورطلائی 40 گرام 22 کیریٹ۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: انور حسین | الامۃ: بلقیس خاتون | گواہ: رستم احمدی

مسل نمبر10228: مَیں سید اعبداللہ۔ایم.پی ولد مکرم موسیٰ صاحب،قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر22 سال پیدائشی احمدی ساکن کنجا تھور (منجیشور) ضلع کاسارگوڈ صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1ردسمبر 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی ۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/12,000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: Ayyad Ahmadاحمد | العبد: سیدان عبداللہ۔ایم.پی | گواہ: سید اسماعیل اعوان

مسل نمبر10229: مَیں احسن احمد ولد مکرم امان علی احمد صاحب،قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر23 سال پیدائشی احمدی، ساکن تنگنا ماری ڈاکخانہ ابھَے پوری ضلع بونگائی گاؤں صوبہ آسام، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 20رنومبر 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی ۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: جمیلہ خاتون | العبد: احسن احمد | گواہ: ناصر الدین

مسل نمبر10230: مَیں منابی خانم زوجہ مکرم نور سلطان سردار صاحب،قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر19 سال پیدائشی احمدی، ساکن جئے گاؤں ضلع علی پورڈوار صوبہ آسام، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 26ردسمبر 2019 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی: 18 آنہ (13.12 گرام) 22 کیریٹ۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ناصر الدین | الامۃ: منابی خانم | گواہ: مکرم علی

مسل نمبر 10231: مَیں ایم.یوسف احمد ولد مکرم محمد لبائی صاحب،قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر37 سال پیدائشی احمدی، ساکن اولڈ نمبر 2/406 نیو نمبر 2F/120 (P&T کالونی) 3rd مائیل (ٹوٹیکورین) صوبہ تامل ناڈو، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 26ردسمبر 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی ۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔رہائشی مکان بمقام Palayam Kottai (تیرونل ویلی سٹی، تامل ناڈو) 2477.22 اسکوائر فٹ پر مشتمل ۔میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/81567 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: آر.غلام احمد | العبد: ایم.یوسف احمد | گواہ: پی.طاہر حسین

مسل نمبر10232: مَیں پی.پی ساجدہ زوجہ مکرم ایم.پی.عبدالمجید صاحب،قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر50 سال پیدائشی احمدی، ساکن (A(C-1 6/350 ڈاکخانہ بئے پورے ضلع کالیکٹ صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 19ردسمبر 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی ۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔پلاٹ 5.25 سینٹ مع رہائشی مکان (مشترکہ،نصف حصہ خاکسار کا ہے)، حق مہر -/1500 روپئے وصول شد۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ایم.پی.عبدالمجید | الامۃ: پی.پی.ساجدہ | گواہ: ٹی.احمد سعید

مسل نمبر10233: مَیں ایم.پی عبدالمجید ولد مکرم محی الدین کویا صاحب،قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر53 سال تاریخ بیعت 1986، ساکن (A(C-1 6/350 ڈاکخانہ بئے پورے ضلع کالیکٹ صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7ردسمبر 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/5000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ٹی.احمد سعید | العبد: ایم.پی.عبدالمجید | گواہ: این.پی کویاتی

مسل نمبر 10234: مَیں محمد رزال ٹی ولد مکرم اِی نوشاد صاحب،قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر20 سال تاریخ بیعت 2000، ساکن امان (Meethalavalappu) ڈاکخانہ کڈلائی ضلع کنور صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 6راکتوبر 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی ۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ سالانہ 4000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: فصیل احمد | العبد: محمد رزال.ٹی | گواہ: اِی.نوشاد

مسل نمبر10235: مَیں محمد بشیر ولد مکرم محمد اسماعیل صاحب مرحوم،قوم احمدی مسلمان پیشہ کاروبار عمر68 سال پیدائشی احمدی، ساکن بنجارا ہلز (حیدرآباد) صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم ردسمبر 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی ۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔آفس 500 گز زمین پر مشتمل ۔میرا گزارہ آمد از کاروبار ماہوار -/21000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد فضل | العبد: محمد بشیر | گواہ: محمد کلیم خان

مسل نمبر10236: مَیں بشیر.کے ولد مکرم عبدالرحمن صاحب،قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر59 سال پیدائشی احمدی، ساکن تھیروزم کنو ضلع پالاکاڈ صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9ردسمبر 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی ۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/22900 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: بشارت.اے.کریم | العبد: بشیر.کے | گواہ: عبدالرحیم

مسل نمبر10237: مَیں مبینہ پروین زوجہ مکرم ٹی حمزہ ریشال صاحب،قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر29 سال پیدائشی احمدی، ساکن کاواشیری ضلع پالاکاڈ صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16ردسمبر 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی: 72 گرام 22 کیریٹ بطور حق مہر۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: اسماعیل احمد | الامۃ: مبینہ پروین | گواہ: ٹی حمزہ ریشال

مسل نمبر10238: مَیں امتہ الشافی محمود بنت مکرم شیخ محمود احمد صاحب،قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر24 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ دارالانوار جنوبی ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5رجنوری 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی ۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی: ٹاپس ایک جوڑی 5.460 گرام 22 کیریٹ، زیور نقرئی: انگوٹھی 11.370 گرام۔میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/2500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شیخ محمود احمد | الامۃ: امتہ الشافی محمود | گواہ: محمد انور احمد

مسل نمبر10239: مَیں سنجیدہ پروین زوجہ مکرم اعجاز احمد صاحب،قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر50 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ باب الابواب ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 18رمارچ 2019 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔حق مہر -/2000 روپئے بذمہ خاوند، زیور طلائی کوکا ایک عدد۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: اعجاز احمد | الامۃ: سنجیدہ پروین | گواہ: مظفر احمد

مسل نمبر10240: مَیں امتہ الوہاب بنت مکرم یونس احمد اسلم صاحب مرحوم،قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر58 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ مبارک ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 3ردسمبر 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی ۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی 46.350 گرام 22 کیریٹ۔میرا گزارہ آمد از وظیفہ ماہوار -/4000 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ظہیر احمد خادم | الامۃ: امتہ الوہاب | گواہ: طیب احمد خادم

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 70 Thursday 11 - February - 2021 Issue. 6

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.700/- (Per Issue : Rs.11/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 5؍فروری 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل رہا ہے آپ کے غزوات کے بارے میں ذکر ہو رہا تھا۔ ایک غزوہ تھا غزوہ ذات الرقاع۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نجد میں غطفان کے قبیلہ بنو ثعلبہ اور بنو محارب پر حملہ کیلئے چار سو اور ایک روایت کے مطابق سات سو صحابہ کی جمعیت کے ساتھ روانہ ہوئے۔ مدینہ میں حضرت عثمان کو امیر مقرر فرمایا اور ایک روایت کے مطابق حضرت ابوذر غفاری کو امیر مقرر فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نجد میں نخل مقام پر پہنچے جسے ذات الرقاع کہتے ہیں۔ وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلے کیلئے بڑا لشکر تیار تھا۔ دونوں گروہ ایک دوسرے کے بالمقابل ہوئے تاہم جنگ نہ ہوئی۔

غزوہ تبوک کیلئے حضرت عثمان کو جس مالی خدمت کی توفیق ملی اس کا تذکرہ یوں ملتا ہے کہ اس غزوہ کی تیاری کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحریک فرمائی تو حضرت عثمان نے شام کی طرف تجارت کی غرض سے تیار کیا جانے والا اپنا سو اونٹوں کا قافلہ ان کے کجاووں اور پالانوں سمیت پیش کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر تحریک فرمائی تو اس غزوہ کی ضروریات کے پیش نظر حضرت عثمان نے مزید سو اونٹ کجاووں اور پالانوں کے ساتھ تیار کروا کر پیش کر دیئے۔ آپ نے پھر تحریک فرمائی تو تیسری مرتبہ حضرت عثمان نے پھر مزید ایک سو اونٹ کجاووں اور پالانوں کے ساتھ تیار کروا کے آپ کی خدمت میں پیش کئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَا عَلٰی عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ ھٰذِہٖ۔ مَا عَلٰی عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ ھٰذِہٖ۔ اسکے بعد عثمان جو بھی کرے اس کا کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا اس کے بعد عثمان جو بھی کرے اس کا کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا۔ اسکے علاوہ عثمان نے دو سو اوقیہ سونا بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش کیا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عثمان نے حاضر ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جھولی میں ایک ہزار دینار ڈال دیئے اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جھولی میں پڑے دیناروں کو الٹتے پلٹتے رہے اور دو مرتبہ فرمایا مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْیَوْمِ۔ آج کے بعد عثمان جو بھی کرے گا اسکو کوئی ضرر نہیں پہنچے گا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت عثمان نے اس موقع پر دس ہزار دینار دیئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان کیلئے یہ دعا کی کہ اے عثمان اللہ تجھ سے مغفرت کا سلوک فرمائے جو تو نے مخفی طور پر کیا اور جو تو نے اعلانیہ کیا اور جو قیامت تک ہونے والا ہے۔ اسکے بعد وہ جو بھی عمل کرے اسے کوئی فکر نہیں ہونی چاہئے۔ ایک روایت کے مطابق آپ نے اس جنگ کی تیاری کیلئے ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے پیش کئے۔ ایک روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر حضرت عثمان سے فرمایا اے عثمان اللہ تعالیٰ تجھے وہ سب کچھ معاف فرمائے جو تو نے مخفی طور پر کیا اور جو تو نے اعلانیہ کیا اور جو قیامت تک ہونے والا ہے۔ اس عمل کے بعد یہ جو بھی کرے اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ ایک روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر حضرت عثمان کے حق میں یہ دعا کی کہ اے اللہ تو عثمان سے راضی ہو جا کیونکہ میں اس سے راضی ہوں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ نے فرمایا کہ فلاں سفر پر ہماری فوج جانے والی ہے مگر مؤمنوں کے پاس کوئی چیز نہیں کیا کوئی تم میں سے ہے جو ثواب حاصل کرے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یہ سنتے ہی اٹھے اور آپ نے اپنا اندوختہ نکال کر وہ رقم مسلمانوں کے اخراجات کیلئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ دیکھا تو فرمایا عثمان نے جنت خرید لی۔ اسی طرح ایک دفعہ ایک کنواں بک رہا تھا۔ مسلمانوں کو چونکہ ان دنوں پانی کی بہت تکلیف تھی اس لئے آپ نے اس موقع پر فرمایا کوئی ہے جو ثواب حاصل کرے؟ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ حاضر ہوں میں حاضر ہوں۔ چنانچہ آپ نے وہ کنواں خرید کر مسلمانوں کیلئے وقف کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا کہ عثمان نے جنت خرید لی۔ اسی طرح ایک اور موقعے پر بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق یہی الفاظ کہے۔ غرض تین موقعے ایسے آئے ہیں جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرمایا کہ انہوں نے جنت خرید لی ہے۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا اے عثمان خدا تعالیٰ تجھے ایک قمیص پہنائے گا منافق چاہیں گے کہ تیری اس قمیص کو اتار دیں مگر تو اس قمیص کو اتاریو نہیں۔

حضرت ابوبکر کے دور خلافت میں حضرت عثمان ان صحابہ اور اہل شوریٰ میں سے تھے جن سے اہم ترین مسائل میں رائے لی جاتی تھی۔ جب حضرت ابوبکر نے فتنہ ارتداد کا مقابلہ کر کے اسے ختم کر دیا تو روم پر چڑھائی کرنے اور مختلف اطراف میں مجاہدین کو روانہ کرنے کا ارادہ فرمایا اور اس سلسلہ میں لوگوں سے مشورہ طلب کیا تو حضرت عثمان نے عرض کیا کہ آپ اس دین کے ماننے والوں کے خیر خواہ اور مشفق ہیں پس آپ جس رائے کو عام لوگوں کیلئے مفید سمجھیں تو اس پر عمل کرنے کا پختہ عزم کر لیں کیونکہ آپ کے بارے میں بدظنی نہیں کی جاسکتی۔ اس پر بڑے بڑے صحابہ اور اس مجلس میں موجود مہاجرین و انصار سب نے کہا حضرت عثمان نے سچ کہا ہے، آپ جو مناسب سمجھیں کر گزریں ہم نہ تو آپ کی مخالفت کریں گے اور نہ ہی آپ پر کوئی الزام لگائیں گے۔ حضرت ابوبکر نے جب اپنے اصحاب سے مشورہ کیا کہ حضرت اعوان بن سعید کے بعد کس کو بحرین کا گورنر بنا کر بھیجا جائے تو حضرت عثمان بن عفان نے عرض کیا، اُس آدمی کو بھیجیں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بحرین والوں پر گورنر مقرر فرمایا تھا اور وہ ان کے قبول اسلام اور اطاعت کرنے کا موجب ہوا تھا اور وہ ان لوگوں سے اور ان کے علاقے سے بھی اچھی طرح واقف ہے وہ علاء بن حضرمی ہے۔ اس پر حضرت ابوبکر نے علاء بن حضرمی کو بحرین بھیجنے پر اتفاق کر لیا۔

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ میں قحط پڑا۔ انہیں دنوں حضرت عثمان کا سو اونٹوں کا تجارتی قافلہ گندم یا کھانے کا سامان لادے شام سے مدینہ پہنچا۔ لوگ حضرت عثمان کے دروازے پر گئے اور کہا کہ آپ اسے ہمارے پاس فروخت کر دیں تاکہ ہم اسے فقراء اور مساکین تک پہنچا دیں۔ حضرت عثمان نے پوچھا کہ آپ مجھے کتنا منافع دو گے۔ انہوں نے کہا کہ ہم دس کے بارہ دے دیں گے۔ حضرت عثمان نے کہا مجھے اس سے زیادہ مل رہا ہے تو انہوں نے کہا ہم دس کے پندرہ دے دیں گے۔ حضرت عثمان نے کہا مجھے اس سے بھی زیادہ مل رہا ہے۔ تاجروں نے کہا اے ابوعمرو مدینہ میں تو ہمارے علاوہ اور کوئی تاجر نہیں ہے تو کون آپ کو اس سے زیادہ دے رہا ہے۔ حضرت عثمان نے فرمایا اللہ تعالیٰ مجھے ہر درہم کے بدلے دس گنا دے رہا ہے۔ کیا آپ لوگ اس سے زیادہ دے سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا نہیں۔ اس پر حضرت عثمان نے فرمایا میں اللہ کو گواہ بناتے ہوئے اس غلے کو مسلمانوں کے فقراء پر صدقہ کرتا ہوں۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے اس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ ایک غیر عربی گھوڑے پر سوار ہیں۔ آپ پر نور کی پوشاک ہے اور آپ کے پیروں میں نور کی جوتیاں ہیں اور ہاتھ میں نور کی چھڑی ہے اور آپ جلدی میں ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں آپ کا اور آپ سے گفتگو کا بہت مشتاق ہوں۔ آپ اتنی جلدی میں کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابن عباس عثمان نے ایک صدقہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرما لیا ہے اور جنت میں اس کی شادی کی ہے اور ہمیں انکی شادی میں شرکت کی دعوت دی گئی ہے۔

حضرت عثمان کی خلافت کی بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی بھی ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آج کی رات ایک صالح شخص کو خواب میں دکھایا گیا کہ حضرت ابوبکر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جوڑ دیا گیا ہے اور حضرت عمر کو حضرت ابوبکر سے اور حضرت عثمان کو حضرت عمر سے۔ حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ مرد صالح سے مراد تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور بعض کا بعض سے جوڑے جانے کا مطلب یہ ہے کہ یہی لوگ اس امر یعنی دین کے والی ہوں گے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے۔

حضرت مصلح موعود حضرت عمر کی وفات اور حضرت عثمان کے خلیفہ منتخب ہونے کی بابت بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عمر جب زخمی ہوئے اور آپ نے محسوس کیا کہ اب آپ کا آخری وقت قریب ہے تو آپ نے چھ آدمیوں کے متعلق وصیت کی کہ وہ اپنے میں سے ایک کو خلیفہ مقرر کر لیں۔ وہ چھ آدمی یہ تھے۔ حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن وقاص، حضرت زبیر، حضرت طلحہ۔ اسکے ساتھ ہی حضرت عبداللہ بن عمر کو بھی آپ نے اس مشورے میں شریک کرنے کیلئے مقرر فرمایا مگر خلافت کا حقدار قرار نہ دیا۔

حضرت عثمان بن عفان کی 29 ذوالحجہ 23 ہجری کو پیر کے روز بیعت کی گئی۔ جب حضرت عثمان خلیفہ منتخب ہوئے تو حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ ہم نے باقی رہ جانے والوں میں سے سب سے بہترین شخص کا انتخاب کیا ہے اور ہم نے اس انتخاب میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔

بدر بن عثمان اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ جب اہل شوریٰ نے حضرت عثمان کی بیعت کر لی تو آپ اس حال میں باہر تشریف لائے کہ آپ ان سب سے زیادہ غمگین تھے۔ پھر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر پر آئے اور لوگوں سے خطاب کیا۔ آپ نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا پھر فرمایا یقیناً تم لوگ ایک ایسے گھر میں ہو جسے چھوڑ جانا ہے اور تم عمر کے آخری حصوں میں ہو اس لئے موت سے پہلے پہل جس قدر نیک کام کر سکتے ہو کر لو یقیناً تم موت کے گھیرے میں ہو اور یہ دشمن صبح یا شام تم پر حملہ آور ہونے والا ہے۔ خبردار یقیناً دنیا مکر و فریب سے آراستہ ہے۔ پس تمہیں دنیاوی زندگی دھوکہ نہ دے دے اور اللہ کے بارے میں سخت دھوکے باز شیطان تمہیں ہرگز دھوکے میں مبتلا نہ کرے۔ گزرے ہوئے لوگوں سے عبرت حاصل کرو اور پھر بھرپور کوشش کرو اور غافل نہ رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ تم سے غافل نہیں۔ وہ دنیادار اور ان کے بھائی کہاں ہیں جنہوں نے زمین کو پھاڑا اور اسے آباد کیا اور ایک لمبا عرصہ اس سے فائدہ حاصل کرتے رہے کیا اس نے انہیں نکال باہر نہیں پھینکا۔ پس تم بھی دنیا کو وہاں پھینک دو جہاں اللہ تعالیٰ نے اسے پھینکا ہوا ہے اور آخرت کو طلب کرو آخرت کو طلب کرو۔

حضرت عثمان کے دور خلافت میں درج ذیل علاقوں میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتوحات سے نوازا۔ فتح افریقیہ یہ الجزائر اور مراکش کے علاقے ہیں۔ فتح اندلس یعنی سپین، فتح قبرص یعنی سائپرس، فتح طبرستان، فتح سواری، فتح آرمینیہ، فتح خراسان، بلاد روم کی طرف پیش قدمی، تالقان، خریاب، جوزاجان اور تخارستان کی فتوحات اور بلخ کی مہم۔ اس کے علاوہ اس امر کا تذکرہ بھی ملتا ہے کہ حضرت عثمان کے دور میں ہندوستان میں اسلام کی آمد ہوگئی تھی۔

خطبہ کے آخر پر حضور انور نے فرمایا: آج بھی میں دعا کی طرف توجہ دلاتا ہوں، پاکستان کے احمدیوں کے لئے دعا کرتے رہیں اللہ تعالیٰ ان کے حالات بہتر کرے۔ ان کو بھی دعاؤں کی توفیق دے۔ اپنی اصلاح کی بھی توفیق دے اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھانے کی بھی توفیق دے اور اللہ تعالیٰ جلد یہ اندھیرے دن جو ہیں روشنیوں میں بدل دے اور ہم وہاں کے احمدیوں کو بھی آزادی کے ساتھ اپنے فرائض ادا کرتے ہوئے دیکھیں۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad